جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

نگران

مولانا سید رشید میاں مدظلہ

مہتمم جامعہ مدنیہ، لاہور

فروری
سنہ ۱۹۹۸ء

شوال المکرم
سنہ ۱۴۱۸ھ

مومن کے لیے چھ قسم کے خطرات

حضرت عثمان غنی رضؓ نے فرمایا ہے کہ مردِ مومن کو چھ قسم کے خطرات ہمیشہ لاحق رہتے ہیں :

(۱) پہلا خطرہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے کہ کہیں وہ اس کی کسی فروگذاشت کی بنا پر اس کے ایمان ہی کو چھین نہ لے[۱]

(۲) دوسرا خطرہ فرشتوں کی طرف سے لگا رہتا ہے کہ وہ کہیں اس کے اعمال نامہ میں کوئی ایسی بات نہ درج کر دیں جو قیامت کے دن اس کی رسوائی کا باعث ہو۔

(۳) تیسرا خطرہ شیطان سے ہے کہ وہ اپنی وسیسہ کاریوں اور رخنہ اندازیوں سے کام لے کر اسے کہیں اپنے دامِ فریب میں نہ پھنسالے اور اس کے اعمالِ خیر کو اکارت نہ کر دے۔

(۴) چوتھا خطرہ فرشتۂ مرگ عزرائیل علیہ السلام کی طرف سے ہے کہ وہ کہیں اچانک عالمِ بے خبری میں رشتۂ حیات منقطع نہ کر دیں[۲]

(۵) پانچواں خطرہ دنیائے دوں کی جانب سے ہے کہ کہیں وہ اس کی عارضی چمک دمک پر فریفتہ ہو کر دھوکہ نہ کھا جائے اور قفسِ رنگ و بو میں پھنس کر آخرت سے غافل نہ ہو جائے۔

(۶) چھٹا خطرہ بال بچوں کی طرف سے لگا رہتا ہے کہ وہ کہیں ہمیشہ اس کی دیکھ بھال ہی میں مشغول نہ ہو جائے اور وہ لوگ اسے یادِ الٰہی سے غافل نہ بنا دیں اور اس کی وجہ سے وہ غضبِ خداوندی کا مستحق نہ ہو جائے۔

---

[۱] جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور اس پر مصر رہتا ہے تو اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔
[۲] اچانک موت آجائے اس وقت، نہ توبہ نصیب ہو نہ لوگوں کے حقوق ادا کر سکے اور نہ کچھ وصیت کا موقع ملے۔

(المنبهات علی الاستعداد لیوم المیعاد ص : ۱۵۱ - ۱۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ٦ شوال المکرم ١٤١٨ھ ـ فروری ١٩٩٨ء شمارہ : ٥

مدیر
سیّد محمود میاں
مدرس و نائب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ١٢ روپے ـ ـ ـ ـ سالانہ ١٣٠ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات دبئی " ٥٠ ریال
بھارت، بنگلہ دیش ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ " ١٠ امریکی ڈالر
امریکہ افریقہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ " ١٦ ڈالر
برطانیہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ " ٢٠ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ
ماہ . . . . سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ
جاری رکھنے کے لیے مبلغ . . . . . ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
کوڈ . . . ٥٤ فون ٧٧٢٤٣٤٣-٢٠١٠٨٦
فیکس نمبر ٧٧٢٦٧٠٢ - ٤٢ - ٩٢

○

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

حرفِ آغاز ———————————— ۳

درسِ حدیث ——— حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ ——— ۷

ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ——— ابراہیم یُوسف باوا رنگونی ——— ۱۰

نعت ——— الحاج محمود احمد عارف صاحبؒ ——— ۱۴

رُوح کی غذا ——— شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ ——— ۱۵

حیلے اور بہانے ——— حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری ——— ۲۵

چیف آف آرمی سٹاف کا بیان ——— قاری نور الحق صاحب ——— ۳۰

لاہور سے کوٹلی تک ——— مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب ——— ۳۵

غزل ——— سیّد امین گیلانی صاحب ——— ۴۲

سوادِ تحریر ———————————— ۴۳

قدیم دستاویز ———————————— ۴۶

حاصل مطالعہ ——— مولانا نعیم الدّین صاحب ——— ۴۸

تقریظ و تنقید ———————————— ۵۶

نتیجۂ وفاق ———————————— ۶۳

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدّین صاحب حمیدی مدظلہٗ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

عرصہ دراز سے اسکول اور کالجوں میں رائج نظامِ تعلیم پر آئے دن مختلف تبصرے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں اکثر تبصرے ایسے ہوتے ہیں جن میں نظامِ تعلیم پر تنقید ہوتی ہے۔ یہ تنقید کبھی تو خود طلباء کی جانب سے ہوتی ہے اور کبھی اساتذہ اور پروفیسر حضرات نظامِ تعلیم پر اعتراضات کر رہے ہوتے ہیں۔ یہی حال بچّوں کے والدین کا ہے کہ وہ بھی نظامِ تعلیم سے غیر مطمئن بلکہ بیزار ہیں، گویا پوری قوم ہی متفقہ طور پر نظامِ تعلیم سے شاکی ہے اور چار و ناچار اس کے فرسودہ ہونے کا اعتراف نظامِ تعلیم کے ذمّہ دار ماہرینِ تعلیم بھی کرتے رہتے ہیں۔ مگر برس ہا برس سے کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ ہمّت کرکے اس نظامِ تعلیم کو بدل ڈالے تاکہ اس کی بھینٹ چڑھنے والے ننّھے مُنّے بچّوں اور نوجوانوں کی ذہنی صلاحیّتیں برباد ہونے سے محفوظ رہیں اور معصوم بچّوں کے ناتواں جسم بوریوں کی مانند غیر ضروری کتابوں اور کاپیوں سے بھرے بستوں کے بوجھ سے آزاد ہوں۔ خدا خدا کرکے اس سلسلہ میں کچھ سنجیدہ کوششوں کی خبر گزشتہ ماہ ۱۷ جنوری کے اخبار روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ "وفاقی حکومت نے نئی تعلیمی پالیسی کو ایک ایکٹ کے ذریعے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کو حتمی شکل دے دی گئی ہے اور آئندہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اجلاس میں ایکٹ کی منظوری حاصل کر لی جائے گی۔ اس ایکٹ کے تحت پہلی سے تیسری جماعت تک صرف ایک کتاب ہوگی"۔

پہلی سے تیسری جماعت تک ایک ہی کتاب کا پڑھایا جانا بہت اچھّا فیصلہ ہے اس سے جہاں بیجا تعلیمی اخراجات میں کمی ہوگی۔ وہاں معصوم بچّوں پر ذہنی دباؤ بھی کم ہوگا جس کا اُن کی جسمانی صحّت پر بھی بہت اچھّا اثر پڑے گا۔ خبر میں اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ اس کتاب میں بچّوں کو کیا پڑھایا جائے گا۔ ہماری رائے ہے کہ یہ کتاب اُردو میں ہونی چاہیے جو صرف ایک مضمون پر مشتمل ہو۔ اس میں بچّوں کو اُن کی استعداد کے مطابق مذہبی تعلیم دینی چاہیے۔ تاکہ ایک ہی کتاب سے اُردو لکھنا پڑھنا اور دینی معلومات ـــــ دونوں فائدے حاصل ہوجائیں۔ اس کتاب میں ان کو یہ سکھلایا جائے کہ وہ مسلمان ہیں اور اُن کا مذہب اسلام ہے۔ وہ ایک اللہ کو اپنا معبود اور خالق مانتے ہیں حضرت محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب کے لیے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر اپنی ایک کتاب آسمان سے اُتاری ہے جس کا نام قرآن ہے۔ اسی طرح کے دیگر ضروری عقائد اور اسلامی تعلیمات کے ساتھ سب سے پہلے مکمّل قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ تیسری جماعت کے بعد پانچویں جماعت تک صرف ایک کتاب کا اضافہ کیا جائے۔ جس میں اُن کو حساب کی تعلیم دی جائے تاکہ بچّوں کو آہستہ آہستہ بُنیادی اور عصری علوم کی بُنیاد فراہم ہونی شروع ہوجائے اور آگے چل کر اُن کے ذہنی رجحانات کی تعیین میں آسانی ہو۔ معاشرتی علوم اور مطالعہ پاکستان جیسے مضامین پرائمری کے بعد کسی مناسب موقع پر صرف ایک سال کے لیے بچّوں کو پڑھا دیئے جائیں اور ان مضامین کا سال میں ایک ٹیسٹ رکھ دیا جائے تو یہ کافی ہے۔ کیونکہ ان مضامین کا مقصد صرف تاریخی اور معاشرتی معلومات کا حصول ہوتا ہے جو ایک بار پڑھ لینے سے حاصل ہوجاتی ہیں۔ اگلی جماعتوں کی ترقی ان مضامین پر موقوف نہیں ہوتی اس لیے ہر سال ان کو پڑھانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح ڈرائنگ بھی پرائمری کے بعد شروع کرائی جائے۔ اس سے پہلے اس کو شروع کرانا بچّوں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ پرائمری کے بعد بچّے کو ڈرائنگ کے عمل کو سمجھنے اور اس کی نقل کرنے کی کافی استعداد پیدا ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اس کی تعلیم کا بہترین وقت پرائمری کے بعد ہی ہے اس سے پہلے محض پیسہ اور وقت کا ضیاع ہے۔

یہ فیصلہ بھی مستحسن ہے کہ نویں و دسویں جماعت میں تفسیر پڑھائی جائے گی۔ اس بات کا بھی اہتمام بہت ضروری ہے کہ ملحدانہ سائنسی مضامین کے ساتھ ان کی تردید بھی ضرور کر دی جائے اور

اس کے بالمقابل اسلام کی حقیقی اور سچّی تعلیمات ذکر کر دی جائیں۔ مثلاً انسانی تخلیق اور ارتقاء کے بارے میں ڈارون کی تھیوری اور اس جیسے دیگر بے ہودہ اور وہمی نظریات جن کی حقیقت تخیلات فاسدہ کے سوا کچھ نہیں۔

وفاقی حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ قرآنِ پاک کی ناظرہ تعلیم کے ساتھ انگریزی بھی لازمی پڑھائی جائے گی۔ اس فیصلہ سے ہمیں اختلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کی تعلیم تو اس لیے لازمی ہے کہ ہم سب سے پہلے مُسلمان ہیں بعد میں پاکستانی، یا سندھی پنجابی بلوچی اور پٹھان ــــــ مگر انگریزی سے ہمارا واسطہ نہ تو مذہبی ہے اور نہ ہی قومی اور علاقائی، بلکہ ہم سے پانچ ہزار میل کی دُوری پر بسنے والے کافروں کی اجنبی زبان ہے اس کو نصابِ تعلیم لازمی قرار دینا ایک انوکھا فیصلہ ہے۔ دُنیا کے جتنے بھی ترّقی یافتہ اور ترقّی پذیر ممالک ہیں کہیں بھی انگریزی لازمی یا ذریعہ تعلیم نہیں ہے۔ سب جگہ بچّوں اور بڑوں کو اپنی ہی قومی زبانوں میں تعلیم دی جاتی ہے۔ اسی لیے ان میں خود اعتمادی اور اپنے کو دوسروں پر برتر ثابت کرنے کا جذبہ پُوری طرح موجود ہوتا ہے۔ انگریز یا انگریزی سے مرعوبیت نام کی چیز سے وہ قومیں واقفیت نہیں رکھتیں۔

اجنبی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا یا اسکی تعلیم دینا ایک غیر ضروری کام ہے۔ اس سے بچّوں اور بڑوں کا وقت اور توانائیاں دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔ نیز اس فیصلہ سے بظاہر یہ تأثر بھی ملتا ہے کہ انگریزی بھی قرآنِ پاک کی طرح اہم اور لازمی بلکہ مقدس زبان ہے۔ معاذ اللہ۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔

لہٰذا قوم کو ذہنی غلامی سے نجات دلانے کے لیے ضروری ہے کہ قومی زبان اُردو کو بلاتاخیر ذریعہ تعلیم بنایا جائے اور اس کو ملک میں سرکاری سطح پر رائج کیا جائے تاکہ اُس فیصلہ پر عمل در آمد بھی ہو جائے جس میں "اُردو" کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا جا چکا ہے۔ مگر عملدر آمد آج تک نہیں ہو سکا۔

انگریزی کی موجودہ عالمی اہمیّت کے پیشِ نظر بس اتنا کافی ہے کہ انگریزی زبان کے لیے چھ ماہ کا کورس ترتیب دے دیا جائے تاکہ انگریزی سے واسطہ پڑنے کی صُورت میں کام چلا لیا جائے، یہی طریقہ دُنیا بھر کے ترقّی یافتہ اور ترقّی پذیر ممالک نے اپنایا ہُوا ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم اپنے سابقہ اداریوں میں اس کی طرف توجّہ کے ساتھ ساتھ اس کا مطالبہ بھی کرتے رہے ہیں۔

بچّوں کو تعلیم تدریجًا اور اس انداز سے دینی چاہیے کہ ان کو ٹیوشن پڑھنے کی ضرورت نہ رہے ـــــ کیونکہ اس سے بچّوں کے دماغوں پر بوجھ بہت بڑھ جاتا ہے اور ذہنی صحّت کے ساتھ ساتھ اُن کی جسمانی صحّت بھی خراب ہو جاتی ہے اور عوام پر مالی بوجھ بھی ہوتا ہے جو ٹیوشن فیس کی شکل میں ہر ماہ اُن کو اُٹھانا پڑتا ہے۔

نیز پرائمری تک کاپیوں کی جگہ سلیٹ اور تختی کو پھر سے رائج کر دیا جائے، تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بچّے کاپی اور پنسلوں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ پنسل، پنسل تراشں اور ربڑیں، گم کر دیتے ہیں۔ کاپیاں اُن سے پھٹ جاتی ہیں۔ سنبھل نہیں پاتیں، نتیجتاً والدین کے کروڑوں روپے بے فائدہ برباد ہو جاتے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ذہنی غلامی کی زنجیروں سے نجات دے کر آزادی کی نعمت سے مالا مال فرمائے اور ایک باغیرت مسلم قوم بنا دے۔ آمین۔

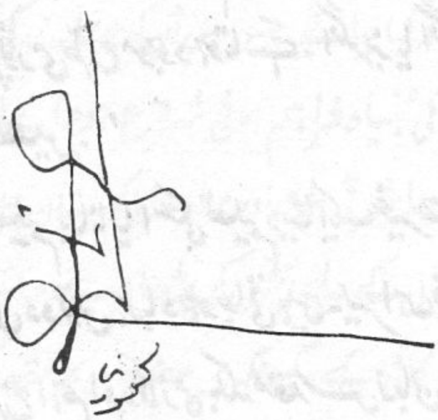

اعلان

اُن حضرات کو ایک سال کے لیے مفت رسالہ جاری کیا جائے گا۔ جو رسالہ کے سات خریدار بنائیں گے۔

(ادارہ)

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کلّہمِ

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رحؒ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سیّد محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجّہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالہ "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است ‌‌ خم و خمخانہ با مہر و نشاں است

کیسٹ نمبر ۲۱ سائیڈ اے سنہ ۱۹۸۳ء - ۵ - ۲۷

الحمد للہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمّدٍ وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امّا بعد! عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَ بَرَأَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَہْدَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ[1]

حضرت زِرّ بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا علی رضؓ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو اُگایا اور ذی رُوح کو پیدا کیا، درحقیقت نبی اُمّی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ کو یقین دلایا تھا کہ جو (کامل) مومن ہوگا وہ مجھ سے (یعنی حضرت علی رضؓ سے) محبّت رکھے گا اور جو منافق ہوگا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا۔

حدیث شریف کے ایک امام جو قرات کے بھی امام ہیں زِرّ بن حُبیش رحمۃ اللہ علیہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ" قسم اُس ذات کی جس نے دانہ اُگایا وَ بَرَأَ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳

النَّسَمَۃَ اور قسم اُس ذات کی جس نے پیدا کیا انسان کو جاندار کو اِنَّہٗ لَعَھِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خاص وثوق سے مجھے بتلایا تھا اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ مجھ سے محبت رکھنے والا مومن ہی ہوگا اور مجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔ یہ روایت مسلم شریف میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دَور اختلافات میں گزرا ہے۔ وہ اختلافات جو فتنے کی شکل میں بڑی بڑی دُور جڑیں پکڑ گئے تھے اور اُسی کے اثر میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہُوئی تھی اُس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دَورِ خلافت شروع ہُوا تو جس صحابی کو جو حدیث معلوم تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق وہ اُس نے دوسروں کو پہنچانی اپنا فریضہ سمجھا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت جگہ روایتیں عمدہ سند سے مل رہی ہیں کسی صحابی کے بارے میں کسی صحابی کے بارے میں فضیلت کی روایتیں اتنی عمدہ سندوں سے نہیں ملتیں، سب سے زیادہ اِن کے بارے میں موجود ہیں۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ چونکہ بعض لوگوں نے اِن سے نفرت کی تھی اِس بناء پر جن کو جو حدیث فضیلت کی معلوم تھی اُنھوں نے وہ ظاہر کی۔ اب یہ حدیث کہ مجھ سے محبت وہی رکھے گا جو ایمان والا ہوگا، نفرت وہ رکھے گا جو منافق ہوگا۔ یہ بات حضرت علیؓ کے بارے میں خود آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی ہے ہوا اسی طرح کہ اُن سے محبت رکھنے والے دو قسم کے پیدا ہوگئے۔ ایک وہ کہ جو درمیانی درجہ میں تھے، ایک وہ جو غُلُو کر رہے تھے جیسے شیعہ ہوگئے، ایک طبقہ وہ پیدا ہوگیا جو اُن سے معاذ اللہ نفرت رکھتا تھا۔ وہ طبقہ جو نفرت رکھتا تھا وہ خوارج کا ہے، اُنھوں نے خروج کیا، بغاوت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف، جن لوگوں نے بغاوت کی خوارج ہُوئے۔ اُن سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لڑائیاں ہُوئیں، اُنکے بارے میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات الگ موجود ہیں۔ اُنکی علامتیں موجود ہیں، اُنکی کیفیت موجود ہے کہ ایسے نماز پڑھتے ہوں گے۔ تم سے لمبی نماز پڑھیں گے۔ یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَہٗ مَعَ صَلٰوتِہٖ ایسی نماز پڑھیں گے کہ تم اپنی نماز کو کمتر سمجھنے لگو گے، ان کی نماز کے مقابلے میں ایسا حال ہوگا اُن لوگوں کا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلٰوتَہٗ مَعَ صَلٰوتِہٖ چنانچہ وہ لوگ رات رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے۔ دن کو روزے سے رہا کرتے تھے۔ بعد تک وہ چلتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو اُن کے خلاف جہاد کیا اُس سے یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ یہ غلط ہیں، چنانچہ بعد میں بنو اُمیّہ کے دَور میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جو دَور آیا ہے۔ عبدالملک بن مروان وغیرہ کا اور پھر حضرت عمر

بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے بعد اور لوگوں نے جہاں یہ ملے ہیں وہاں اِنھیں ختم کیا ہے حتّٰی کہ یہ لوگ دَب کر رہ گئے اور پُوری دُنیا میں یہ تقریباً فنا ہو گئے بس تھوڑے سے رہ گئے، موجود اَب بھی ہیں، مگر مسلک یہ نہیں چلا۔ سب سے پہلے لڑائی ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہوئی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قاعدہ تھا کہ پہل ہم نہیں کریں گے جب کوئی دوسرا حملہ کرے گا تو جواب دیں گے، پہل انھوں نے کی جواب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا، تو اس دَور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نفرت کرنے والا یہ طبقہ پیدا ہو گیا اور بظاہر یہ تھا کہ بہت عبادت گُزار طبقہ تھا، چنانچہ عبد الملک بن مروان نے جو بنواُمیہ کا بہت بڑا آدمی گزرا ہے، بلکہ سمجھیے کہ پُوری حکومت اُس نے دوبارہ جمائی ہے جو خود مروان نے شروع کی تھی، لیکن مروان کا انتقال ہو گیا اُس کے بعد عبد الملک نے آگے فوجیں بڑھائی ہیں اور پوری مملکتِ اسلامیہ جتنی بھی تھی تمام حدود اُس کے قبضے میں آ گئے۔ اِس کے دَور میں ایک واقعہ اس طرح ہُوا کہ ایک خارجی کو مارا گیا اور اُس کے خادم کو پکڑ کر لے آئے۔ عبد الملک بن مروان نے اُس سے پُوچھا کہ تو اپنے آقا کا حال بتلا تو اُس نے کہا کہ میں تفصیل سے بتلاؤں یا اختصار سے بتلاؤں اُنھوں نے کہا کہ نہیں بَلْ اَوْجِزْ اختصار سے بتلاؤ اُس نے کہا کہ اختصار سے تو یہ ہے حال کہ کبھی مَیں نے دن میں اُس کے لیے کھانا نہیں تیّار کیا اور کبھی رات کو اُس کے لیے بستر نہیں بچھایا یعنی کبھی بھی نہ اُس نے دن میں روزہ چھوڑا اور نہ کبھی رات میں اُس نے عبادت چھوڑی۔ رات بھر عبادت کرتا رہا اور قرآن پاک کے قاری تھے یہ لوگ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لیکن مانتے کسی کی نہیں تھے۔ کسی کی بات نہیں مانتے تھے جو اپنے دماغ میں آجائے وہی کرتے تھے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی اور آپ کے صحابہ کرام سے وہ سیکھنی اصل طریقہ ہے نہ یہ کہ اپنے آپ اپنی رائے سے کوئی کام شروع کر دے وہ ٹھیک نہیں ہوگا، عدمِ تقلید نہیں چلے گی۔ جہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمادیا کہ ایسے ایسے کرو اور میرے صحابۂ کرام کو مانو وہی چلے گی بات اُس کے علاوہ بات کوئی نہیں چل سکتی تو اِن لوگوں نے صحابۂ کرام کو تو کچھ سمجھا نہیں اپنے اجتہاد سے کام لینا شروع کر دیا یہ صحابہ کرام کے مقابلے میں خود مجتہد ہو گئے۔

بجائے اس کے کہ اُن کی پیروی کرتے ان کا اتّباع کرتے اُن کی تقلید کرتے یہ خود بخود مجتہد بن گئے اور صحابۂ کرام پر فتوے لگانے لگے۔ قرآن پاک پڑھے ہوئے تھے کچھ دینی معلومات تھیں۔ اس واسطے یہ اپنی حد سے آگے بڑھے اور اُن پر فتوے لگانا شروع کر دیے

(بقیہ بر صـ ۴۴)

ابراھیم یوسف باوا رنگونی

ارشاداتِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم

آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم نے فرمایا:

- لوگوں میں زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام کہنے (کرنے) میں بخل کرے۔ (دیلمی)
- سوار پیدل چلنے والے کو سلام کہا کرے (بخاری) اسی طرح چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے۔
- غم خوار (یعنی دین کی خاطر غم کھانے والی) عورت، شوہر کے دین پر مددگار ہے۔ (دیلمی)
- اگر (مردوں کی نماز باجماعت کی) صفِ اوّل کا ثواب تم جانتے تو اس پر قرعہ ڈالتے۔ (مسلم)
- غیبت قتل سے سخت تر ہے۔ (دیلمی)
- غیبت، اپنی ماں سے ۳۵ بار زنا کرنے سے سخت تر ہے۔
- جہاں تک ہوسکے سوال کرنے سے بچے (دیلمی) ف: محنت کر کے حلال روزی کمانا فرائض اسلام میں سے ہے۔
- اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کہ وہ غنی (مالدار) ہونے کی سورت ہے۔ (دیلمی)
- جس نے قوم لوط کا عمل (HOMOSEXUALITY) کیا، اسے مار ڈالو (دیلمی از بیّنات جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ ص ۳۰) ایک بار فرمایا کہ (وہ شخص) ملعون ہے۔ (احمد)
- اللہ تعالیٰ سے ڈرو، عورتوں کے (دینی و دنیوی) حق میں (نسائی)
- گانا (SONG ' MUSIC) دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی پیدا کرتا ہے (بیہقی)
- حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصلت (عادت شریفہ) قرآن کریم تھا (احمد)
- جس قوم نے جہاد چھوڑا اس پر ایک عام عذاب نازل ہوتا ہے۔

- مومن کا بہترین عمل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ (طبرانی)
- عالم دین کا راس المال تکبّر کو ترک کر دینا ہے (دیلمی)
- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (گناہوں) سے بچ جتنی تو اس کو جانتا ہے۔ (ترمذی)
- منگنی کو پوشیدہ اور نکاح کو ظاہر کیا کرو۔ (دیلمی)
- نکاح کرنا بڑا حج ہے۔ (بخاری و مسلم)
- تھوڑی سی ریاء (بھی) شرک ہے
- وضو کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لو (دیلمی)
- امر معروف (نیک عمل) کا پورا اس کے شروع کرنے سے بہتر ہے۔ (طبرانی)
- جب تو کسی قوم کا امام ہو جائے تو نماز میں تخفیف کیا کر (مسلم)
- سب سے بہتر (نفل) نماز وہ ہے جس میں قیام خُوب طویل ہو۔ (مسلم)
- منافقانہ عاجزی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لو۔ (بیہقی)
- پرہیز گاری عمل کا سردار ہے۔ (طبرانی)
- اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے زیادہ کوئی چیز معزّز نہیں (طبرانی)
- اپنی اولاد کی عزّت کرو اور ان کو (دینی تعلیم و تربیت کے ذریعہ) اچھّا ادب سکھاؤ (بخاری)
- عورتوں پر وہ جہاد لازم ہے جس میں قتال نہیں وہ (اپنے محرم کے ساتھ) حج و عمرہ ہے (احمد)
- خادم کے ساتھ کھانا تواضع ہے۔
- قرآن کریم کا زیور خوش آوازی (قاعدہ اور تجوید کے ساتھ پڑھنا) ہے۔ (دیلمی)
- امین وہ ہے جسے لوگ اپنے (دین و ایمان اور) مال و جان کا امین سمجھیں (ابن ماجہ)
- مہاجر وہ ہے جس نے بُرائی کو ترک کیا۔
- (تقویٰ وہ ہے جو انسان بُرائی کو ترک کرے) (طبرانی)
- اللہ تعالیٰ کی پناہ لو ایسے علم سے جو کہ نفع نہ دے۔ (ابن ماجہ)
- جس کی نمازِ عصر فوت ہوئی گویا اس کا مال و عیال ہلاک ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)
- عشاء اور صُبح کی نماز میں منافق حاضر نہیں ہو سکتا (ہوتا) (احمد)

- بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو۔ (ابو داؤد)
- جس نے وتر نہ پڑھی، اس کی نماز ہی نہیں (طبرانی) ف: (وتر کی نماز واجب ہے) ایک بار
- فرمایا کہ جس نے ہر رات کے وتر نہ پڑھے۔ وہ ہم سے نہیں (احمد)
- بوڑھے کا دِل دو چیز کی محبّت میں جوان ہے۔ مال کی محبّت اور زندگی۔ (مسلم)
- مسلمان میں وہ بہتر ہے جس کے ہاتھ وزبان سے مسلمان سلامت رہیں۔ (مسلم)
- جنّت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے شر سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔ (بخاری ومُسلم)
- جس نے مُسلمان بھائی کی پردہ پوشی کی بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

(ابن ماجہ)

- تم میں سے جب کوئی کھائے (پیئے) اور شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ کہے (ترمذی)
- آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم تین اُنگلیوں سے کھاتے اور چوتھی سے مدد لیتے تھے۔ (طبرانی)
- جس نے بائیں ہاتھ سے کھایا، اس کے ساتھ شیطان کھائے گا۔ (احمد)
- مصیبت پر صبر کرنا عبادت ہے۔ (نسائی)
- جس نے فریب کیا، وہ ہم سے نہیں۔ (احمد)
- مرگِ مفاجات مومن کے لیے رحمت اور کافر کے لیے افسوسناک گرفت ہے۔ (احمد)
- کھانے میں اُنگلیاں چاٹنے اور برتن صفا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم)
- قرض دینا جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔ (دیلمی) (قرضدار کو مہلت، وقت دینا بہت بڑا ثواب ہے۔)
- مومن کی جان اس کے قرضہ کے سبب لٹکی رہتی ہے جب تک وہ ادا ہو جائے۔ (مسند احمد)
- بہتر لوگوں سے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور صلہ رحمی کرنے والا ہے (احمد)
- جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرے اسے ہر چیز ڈراتی ہے۔ (الحدیث)

- مومن شیریں ہے اور شیرینی کو پسند کرتا ہے۔ (نسائی)
- تقدیر پر ایمان لانا غم کو مٹا دیتا ہے۔ (دیلمی)
- ہر چیز کے لیے شفاء ہوتی ہے اور دِلوں کی شفاء اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (دیلمی)
- جس نے مؤذّن کے اذان کہتے وقت اس کے الفاظ دہرائے، اسے مؤذّن کا سا اجر ملے گا (طبرانی)
- جب مؤذّن کی اذان سُنو تو تم بھی اُس کی طرح کہا کرو۔ (بخاری و مسلم)
- اگر لوگ اذان کے ثواب کو جانتے تو اس پر تلواروں سے لڑتے۔ (احمد) (اذان کے آداب و مسائل اپنے مفتی سے پوچھ لیں)
- حلال کو حرام کرنے والا ایسا ہے جیسے حرام کو حلال کرنے والا۔ (طبرانی)
- تاجر بروزِ قیامت فاسق بنا کر اُٹھائے جائیں گے۔ سوائے اس کے جو متقی نیکوکار اور سچا ہو۔ (ترمذی)
- صفائی رکھا کرو، کیونکہ اسلام صاف اور پاکیزہ ہے۔ (ابن ماجہ)
- آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ سفر سے واپسی پر دو رکعت (نفل) پڑھا کرتے تھے (طبرانی)
- آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہ لوگ ہٹائے جاتے، نہ مارے جاتے تھے۔ (احمد)
- آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب نماز کیلیے کھڑے ہوتے تو اپنے ہاتھ (کانوں تک) بلند فرماتے تھے۔ (ترمذی)
- آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جاری پانی دیکھنا مرغوب (پسند) تھا۔ (سنی)
- حاجی حج کو جاتے آتے، اللہ تعالیٰ کے ضمان میں ہے۔ (دیلمی)
- حطیم بیت اللہ شریف سے ہے۔ (بخاری)
- آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں سے (زیادہ) عادل تھے۔ (ترمذی)
- ولیمہ کی دعوت میں جانا چاہیے۔ (بخاری) (یہ سُنّت ہے بشرطیکہ وہاں بُرائیاں، خرابیاں نہ ہوں)
- جو بوقتِ موت کلمہ کی تلقین کیا گیا، وہ جنّتی ہے۔ (احمد)
- جس نے سبحان اللہ العظیم و بحمدہٖ کہا، اُس نے جنّت میں کھجور کا درخت لگایا۔ (ترمذی)
- رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب نماز کے لیے تکبیر اولیٰ فرماتے تو اپنی انگلیاں کشادہ کرلیا کرتے۔ (ترمذی)
- رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب چلتے تھے تو اِدھر اُدھر نظر نہیں کرتے تھے۔ (حاکم)
- اللہ تعالیٰ کے نزدیک عافیت کا سوال ہر چیز سے پیارا ہے۔ (دیلمی)
- جس نے میری سُنّت سے اعراض کیا، وہ مجھ سے نہیں۔ (مسلم)

محترم محمود احمد عارفؔ

نعت

اللّٰھم صلّ علی النّبی الامی

جب سے دیکھی فضا مدینے کی
آرزو ہے وہیں پہ جینے کی

ہے تجلّی میں طور سے بڑھ کر
مجکو اِک اِک گلی مدینے کی

عنبر و مشک و عود سے بڑھ کر
بُوند ہر ہر ترے پسینے کی

بن مئے عشق زندگی کیا ہے
لا پلا ساقیا مدینے کی

عُمر بھر کی ہے راہ سلوک
ایک دو دن کی نے مہینے کی

اُس شہِ دوجہاںؐ کے صدقے میں
ہو عطا زندگی قرینے کی

دِل پہ غالب ہے، اَب تو شوق لقا
کوئی حسرت نہیں ہے جینے کی

دوجہاں میں وُہ شاد کام ہُوا
خاک جو بن گیا مدینے کی

موت آئے مجھے مدینے میں
خاک ہوجاؤں مَیں مدینے کی

ادارہ انوارِ مدینہ کی جانب سے رسالہ میں شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے متوسلین و خدام سے اپیل ہے کہ اگر ان کے پاس حضرت کی تقاریر ہوں تو ادارہ کو ارسال فرما کر عندالناس مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (ادارہ)

مرسلہ: نذر حیات خان خوشاب

رُوح کی غذا

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ

مرتبہ: مولانا خدا بخش صاحب بیرون دہلی گیٹ ملتان

مادہ پرستی

رُوح کے سوال پر جو آندھی پہلے چلی تھی وہ آج بھی چل رہی ہے۔ مادہ پرستی جس کو کہتے ہیں وہ یہی بدن کی پرستش ہے۔ بدن کی پرستش کے لیے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں۔ تعلیم بھی بدن کی پرستش کے لیے ہوتی ہے۔ زراعت بھی بدن کی پرستش کے لیے ہوتی ہے۔ ڈاکٹری بھی اسی کے لیے ہوتی ہے، انجینیری بھی بدن کی پرورش اور آسائش کے لیے ہوتی ہے۔ غرض کوششوں کی آندھی ہے جو چل نکلی ہے۔ تھمنے کا نام نہیں لیتی، یہ سب چیزیں اور ساری کوششیں بدن کی خدمت کے لیے ہوتی ہیں۔ یہی مادہ پرستی ہے۔ مادہ پرستی میں مُبتلا ہوکر انسان رُوح کی طرف سے پوری طور پر غافل ہوگیا ہے۔

انسان کی بے وقوفی

رُوح جسم کی حقیقت ہے، مگر انسان رُوح کے لیے کچھ نہیں کرتا یہ بڑی بے وقوفی کی بات ہے کہ انسان عقل مند ہونے کا دعوٰی تو کرتا ہے، مگر کام بے عقلی کا کرتا ہے جو بیکار چیز کی خدمت میں لگا ہوا ہے۔ انسان کی عقل تو دیکھو کہ بدن میں درد ہے تو علاج کے لیے لباس کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اگر بدن میں درد ہے تو کیا یہ عقل مندی ہے کہ اس درد کو دُور کرنے کے لیے لباس کی خدمت کرے؟ اگر بدن زخمی ہے اس میں بیماری ہے تو کیا بدن کے اُوپر کے کپڑوں کی خدمت کرنے سے فائدہ پہنچے گا؟ کیا نئے نئے کپڑے پہنا کر بدن کی بیماری دُور کردی جاسکتی ہے؟ کیا نئی نئی پوشاکوں سے بدن کو زینت بخش کر اُس کے زخموں کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ بدن کے اندر تکالیف ہوں بیماریاں ہوں۔ بدن میں درد ہو، وہ لاغر ہوگیا ہو۔ وہ کمزور و ناتواں ہوگیا ہو تو کیا بدن کے اُوپر نئے نئے کپڑوں اور نئی نئی

پوشاکوں کے ڈال دینے یا اُسے بدن پر پہنا دینے سے وہ تکلیفیں وہ بیماریاں وہ درد اور اُس کی لاغری و ناتوانی دُور ہوسکتی ہے ؟

میرے بھائیو سوچو اور خُوب غور کرو کہ کیا ہم ایسا نہیں کر رہے ہیں ؟ اور کیا ایسی صورت میں ہمارا یہ کام دانائی کا ہے ؟ بدن کا درد دُور کرنے کے لیے بدن کا علاج کرنا چاہیے۔ اس کے اندر بیماری ہے تو اس بیماری اور تکلیف کو دُور کرنے کے لیے علاج کرنا چاہیے۔ جس طرح بدن تکالیف اور بیماریوں میں مُبتلا ہو جاتا ہے، اسی طرح رُوح کی بھی تکالیف اور بیماریاں ہیں، ہر زمانہ میں رُوح کی خبر گیری کرنا سکھانے کے لیے پیغمبروں نے بہت کوششیں کیں رُوح کی خبر گیری کرنے کو اُنھوں نے از حد ضروری سمجھا

آج بھی بے وقوفی کا چاروں طرف دَور دَورہ ہے۔ مادیّت کا زور ہے جس میں سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں، کیونکہ انسان اس بے وقوفی میں مُبتلا ہے کہ زندگی اس دُنیا ہی کی ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں۔ اس بے وقوفی کی وجہ سے انسان دُنیا میں غرق ہوگیا ہے۔ حالانکہ دُنیا کی زندگی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ آقائے نامدار فرماتے ہیں۔ مجھ کو دُنیا سے کیا کام، میرا تو دُنیا میں ایسا معاملہ ہے کہ ایک سوار ہے جو چلا جا رہا ہے۔

دُنیا کی زندگی مثال

دُنیا کی زندگی بس اتنی حقیقت ہے کہ ایک سوار ایک مقام سے نکلا ہے اس کا مقصد دوسرے مقام پہنچنا ہے۔ وہی اس کی منزل ہے۔ اگر وہ سوار یا مسافر دوسرے مقام تک جانے والے راستہ ہی کو منزل سمجھ لے، اور اُسی کو مقصد قرار دے لے تو یہ اُس کی نادانی ہے۔ یہی حال ان انسانوں کا ہے جو دُنیا ہی کو منزل سمجھ بیٹھے ہیں۔ اسی لیے آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُنیا میں استغراق منع فرمایا ہے۔ دُنیا سے وہ راستہ گزرتا ضرور ہے جو منزل تک چلا گیا ہے، مگر ٹھہرنا تو صرف منزل پر ہوتا ہے۔ اس منزل میں ٹھہرنے کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے۔ اس کی طرف آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے توجّہ مبذول فرمائی ہے۔

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نو بیویاں تھیں اُن میں سے ہر ایک کے لیے جو مکان بنایا وہ کچّی اینٹوں کا تھا۔ حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں کہ مَیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حجروں میں جایا کرتا تھا تو میرا سر حجروں کی چھتوں سے لگ جایا کرتا تھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان مکانوں کی دیواریں کچّی اینٹوں کی کس لیے تعمیر فرمائیں ؟ کیا آپ چاہتے تو پختہ مکانات تعمیر نہیں کروا سکتے تھے۔ آپ کے پاس ہزاروں نہیں لاکھوں دینار آتے تھے۔ آپؐ نے

اُن میں سے نہ اپنے لیے نہ ازواج مطہرات کے لیے نہ ہی اپنی اولاد کے لیے نہ حسنین رض کے لیے نہ اپنی بیٹی کے لیے، کسی کے لیے کچھ نہیں لیا۔ حضورؐ نے دُنیا کے آرام کو بے کار سمجھا۔ اسی لیے آپ نے بلند اور پختہ وسیع اور کشادہ مکانات تعمیر نہیں فرمائے

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مکانات کو عبدالملک بن مروان نے اپنی نظامت کے دنوں میں توڑوا کر مسجد میں شامل کردیا۔ اُسی زمانہ میں اُس وقت کے اکابرین نے کہا تھا۔ کاش ان حجروں کو نہ توڑتا، تاکہ دیکھنے والے دیکھتے کہ حضورؐ نے کیسی زندگی گزاری اور آپؐ کے مکانات کیسے تھے۔ آقائے نامدار کو دولت کی کمی نہیں تھی۔ اللہ نے اپنے رسول سے پُوچھا۔ آپ چاہیں تو پہاڑ سونے کے کردیں۔ حضرت جبریلؑ نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا، یارسول اللہ اگر آپ فرمائیں تو رب العلمین آپؐ کو بادشاہ بنادے گا۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کو بادشاہت دی گئی تھی۔ ہمارے آقاؐ نے نہ پہاڑ سونے کے مانگے نہ سنگریزوں کو سونا بنادینے کی خواہش ظاہر کی اور نہ بادشاہت مانگی۔ اس بادشاہت، سونے کے انبوہ اور دولت کے عوض آپؐ نے اللہ سے کیا مانگا، التجا کی تو یہ "اے اللہ مجھے مسکین رکھ، میری اولاد کو مسکینی دے، اور آخرت میں بھی مجھے مسکینوں میں اُٹھا۔ ہمارے آقاؐ نے سیم وزر بالکل نہیں مانگا۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ دُنیا فانی ہے اس بدن کی خدمت میں لگ جانا عبث ہے آخرت کے لیے تیّاری ضروری ہے اور رُوح کے لیے سامان فراہم کرنا ہے اسی لیے آپؐ نے سونا چاندی کی طلب نہ کی اور اسے اپنے آپ سے دُور رکھا۔ آپ کی بیٹی فاطمہ رض نے اپنے بچّوں کو یعنی حسنین رض کو ایک دن چاندی کے کڑے پہنادیے، دونوں نواسے ناناؐ کے پاس آئے۔ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا تو انھیں لوٹا دیا۔ حضرت امام حسن رض ماں کے پاس آکر رونے لگے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے نواسوں کو کیوں لوٹا دیا تھا۔ صرف اِس لیے کہ چاندی کے کڑے انھیں پہنادیے گئے تھے۔ جب چاندی کے کڑے نکال کر اُنھیں حضوؐر کی خدمت میں بھیجا گیا تو آپؐ نے حسبِ معمول اپنے پاس بُلا لیا۔ یہ تھا سونے چاندی سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سلوک اور آپ کی تربیت۔

اپنی اولاد کے لیے حضورؐ نے کیا مانگا

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اولاد کے لیے اللہ سے کیا مانگا۔ دُعا کی "اے اللہ محمدؐ کی اولاد کو ضرورت کے موافق دے نہ زیادہ نہ کم" اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ کبھی اہلِ بیت کو بادشاہی نہیں ملی۔ آپؐ کی اولاد کو امامت ملی، ولایت

ملی، اللہ کا قُرب مِلا۔ آپؐ کی اولاد نے تقرب الٰہی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے پائے۔ رُوح کی پاکیزگی کے لیے ہمیشہ معروف رہے، آپ کی اولاد حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنینؓ حضرت زین العابدینؒ یہ تمام کے تمام روحانیت کے اعلیٰ مدارج کے حصول میں مشغول رہے۔

حضرت زین العابدینؒ کا نام سجّاد تھا۔ بہت زیادہ سجدے کرنے والے کثرت عبادت کی وجہ سے یہ نام پڑ گیا۔ اَب زین العابدینؒ نام رہ گیا، آپ بڑے عبادت گزار تھے۔ آپ کو بادشاہی تو نہیں مِلی، مگر آپ کے لیے اللہ کے بندوں کے دلوں میں جگہ تھی۔ حج کے موقعہ پر ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان بھی حج کو آیا تھا، اُس نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کا بہت ادب کر رہے ہیں۔ اُس پر اس نے تعجّب کیا کہ کون شخص ہے، جس کا لوگ اس قدر اَدب کر رہے ہیں، اس نے لوگوں سے پُوچھا تو اُنھوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابنِ مروان حاکم تھا مگر لوگ اس کا ادب اس قدر نہیں کر رہے تھے یہ تھی مقبولیت جو اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اولاد کو حاصل تھی، حکومت نہیں تھی، مگر دلوں میں جگہ تھی۔ یہ عبادت الٰہی کی برکات تھیں۔

اے بھائیو! رُوح کی بیماریوں کو دُور کرو۔ بد قسمتی سے مُسلمان بھی دُنیا کے ساتھ غلط راستے پر جا رہے ہیں۔ مُسلمانوں کو رُوح کی بھلائی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ آخرت میں یہی کام آنے والی چیز ہے۔ اس سے ہم جنّت میں جا سکیں گے

اے ایمان والو

اللہ کا ذکر خُوب کرو۔ اس کی تعریف بیان کرو۔ اس کی رحمتیں تم پر صبح وشام برستی رہتی ہیں تم اندھیروں سے نکل جاؤ، ناپاکیوں سے نکل جاؤ، خرابیوں سے پاک ہو جاؤ۔ ایمان والوں پر اللہ کے بہت بڑے احسانات ہیں اُن کے لیے بڑے بڑے درجے ہیں قیامت میں ایمان والوں کے لیے بہت بڑا اجر ہے بہت بڑا مرتبہ ہے۔ بہت بڑا اعزاز ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کیا جائے گا۔ فرشتے تمہیں سلام کریں گے۔ سلام کریں گے سلام ہر کس و ناکس کو نہیں کیا جاتا۔ بڑوں کو سلام کیا جاتا ہے، بزرگوں اور نیکوں کو سلام کیا جائے گا، جس وقت وہاں ملاقات ہو گی، ایمانداروں تو آپس میں بھی سلام ہو گا اور خطاب ہو گا تمہارے لیے بہت معزز اجر ہے مسلمانوں ذکر کرو اللہ کا، عبادت کرو اللہ کی اس معزّز اجر کو حاصل کرنے کے لیے صبح و شام کوشش کرو۔ اللہ کی یاد کرو، غفلت چھوڑ دو، للہ غفلت چھوڑ دو، غفلت کے پاس بھی نہ جاؤ۔

ذِکر اللہ کا حکم

اللہ نے ذکر کا حکم دیا ہے یہ نہیں کہا کہ ذکر کرو دل سے یہ نہیں فرمایا کہ ذکر کرو رُوح سے، بلکہ ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح انسان کے جسم کے اعضا ہیں۔ اسی طرح رُوح کے بھی اعضاء ہیں۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ جسم کے اعضاء کیا ہیں۔ بہت سارے اعضائے جسم نظر آتے ہیں۔ آپ کو بہت سارے اعضاء نظر نہیں آتے، کیونکہ جسم کے اندر ہوتے ہیں۔ جرّاح اُن کو بھی نہیں جانتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں دیکھنے کے موقع حاصل رہتے ہیں۔ کسی کو کم کسی کو زیادہ

رُوح کے اعضاء

اسی طرح رُوح کے بھی اعضاء ہیں۔ سب نہیں جانتے، مگر جاننے والے جانتے ہیں جس طرح دل ایک عضو ہے اخفا بھی ایک عضو ہے۔ اللہ کا ذکر اخفا سے ہو۔ خفی ہو یا جلی۔ اللہ نے ذکر کرنے کو کہا ہے یہ نہیں کہا کہ کھڑے رہ کر کرو یا بیٹھ کر کرو، بلکہ جس طرح چاہو کرو، مگر ذکر کرو۔

ذکر کے لیے قید نہیں

نماز کے لیے کہا گیا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھیے، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو، بیٹھ کر پڑھیے اگر بیٹھ کر بھی پوری طرح رکوع وسجود کی ادائیگی نہ ہو سکے تو اشارے سے پڑھیے۔ اگر بیٹھنا بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر اشاروں سے پڑھیے۔ یہ پابندیاں ہیں اور یہ شرائط ہیں نماز کی، مگر ذکر کے لیے اجازت دے دی گئی ہے کہ تم جس طرح چاہو کرو، کوئی قید نہیں لگائی۔ نماز کے لیے وضو شرط ہے۔ نماز کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصّہ کھلا نہ ہو۔ ورنہ نماز نہیں ہو گی۔ ذکر کے لیے کوئی قید نہیں۔

ذکر کی کوئی تعداد متعین نہیں

نماز کے لیے وقت مقرّر ہے اگر سورج نکل رہا ہو، سر پر ہو یا ڈوب رہا ہو، تو نماز نہیں ہوتی، مگر ذکر کے لیے کوئی وقت مقرّر نہیں۔ فرض نمازوں کے لیے رکعتوں کا تعیّن ہے۔ اتنی رکعتیں صبح کی اتنی ظہر کی اور

اتنی عصر و مغرب اور عشاء کی سُنّتوں کے لیے رکعتوں کا تعیّن ہے اور پھر سنن و فرائض میں تقدیم و تاخیر کا لحاظ بھی احسن ہے مگر ذکر اللہ کے لیے ایسی کوئی تقدیم و تاخیر نہیں۔ تعداد کی کوئی قید نہیں۔ ہزار بار کرو لاکھ بار کرو۔ ذکر کی عام اجازت ہے جس قدر بھی ہو ذکر کرو۔

ذاکر کا مرتبہ

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا گیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قیامت کے دن سب سے زیادہ افضل اور برتر کون ہوگا۔ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرنے والے ہوں گے آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ ذکر اللہ میں رہتے تھے کسی وقت بھی اس سے غافل نہیں رہتے تھے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم عام طور پر ہنستے نہیں تھے۔ اللہ کا خوف ہمیشہ دامن گیر رہتا تھا۔ ایک مرتبہ فرمایا۔ اے لوگوں میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اگر تم اتنا جانتے۔ جتنا میں جانتا ہوں تو تم نہ ہنستے اور نہ اپنی عورتوں سے لذّت پکڑتے۔ تم جنگل میں نکل جاتے۔ مسلمانو! اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے بچانے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے اللہ سے ڈرو۔ خوف الٰہی کے تقاضے جس نے پورے کیے۔ اس نے گویا اپنی عاقبت سنوار لی جس نے عاقبت سنوار لی وہی عقل مند ہے اور فائدہ میں ہے بندوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بے انتہا ہیں۔ مالک حقیقی کی کس قدر عنایت ہم پر ہے کہ اُس نے ہمیں نوازا ہم گندگی سے بنے۔ گندے نطفے سے ہماری پیدائش ہوئی لیکن ہم پر اللہ کی عنایات ہیں۔ باوجود اتنے انعامات کے ہم اس کی طرف سے غافل ہیں۔ اللہ نے ایسے بیش بہا انعامات دیے کہ اگر صرف ایک نعمت کی قیمت دُنیا کے خزانوں سے لگائیں تو بھی قیمت پوری نہ ہو، باوجود ان عنایتوں کے ہم کس قدر کوتاہی کرنے والے ہیں۔ بال بچّوں کی فکر ہے۔ کمائی کی فکر ہے۔ دُنیا کی طلب ہے لیکن ذکر اللہ نہیں کرتے۔ یاد رکھو جب ہم ذکر کرتے ہیں اللہ کا، تو اللہ ذکر کرتا ہے۔ فرشتوں میں ذاکر کا۔ یہ ہے اعزاز ذاکر کا اور یہ کس قدر بڑی بات ہے کہ مالک اپنے بندے کا ذکر کرے اور اس پر فخر کرے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ جب تک بندہ اللہ کی یاد میں رہے گا تب تک بندہ کے ساتھ اللہ کی معیّت ہوتی ہے۔

بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ زبانی ذکر سے کیا فائدہ ؟ ایسا کہنے والے نادان ہوتے ہیں۔ جناب رسول

اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تک بندے کے ہونٹ اللہ کے ذکر میں ہلتے رہیں ہیں۔ اللہ بندے کے ساتھ ہوتا ہے۔ دُنیا کا محاورہ ہے پروا نہ کر مَیں تیرے ساتھ ہوں اسی طرح زبان سے اللہ کا ذکر کرنے والے کو کسی کی پروا نہیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ زبانی ذکر کرنے سے فائدہ نہیں۔ میرے بھائیو وہ بڑے بے وقوف ہیں۔ اُن کی غلط باتوں میں گرفتار نہ ہوجانا، بلکہ اللہ کا ذکر کرتے رہنا۔ اللہ کو جب اس کا بندہ پکارتا ہے تو مالک جواب دیتا ہے۔

میرے بھائیو! اس سے بڑی بات کیا ہوسکتی ہے کہ غلام اپنے آقا کو اور اپنے مالک کو پکارے تو مالک جواب دے، بندہ ایک قدم مالک کی طرف بڑھتا ہے تو مالک بھی اس کی طرف بڑھتا ہے۔ بندہ چلتا ہے تو مالک کی رحمت اس کی طرف دوڑ کر پہنچتی ہے۔ اس لیے بزرگو اللہ کو یاد کرتے رہو، مالک کو پکارتے رہو... تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔ انسان نا شکرا ہے۔

میرے بزرگو! بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ چند روز ذکر کر کے چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کہتے ہیں کچھ نظر نہیں آتا، کچھ معلوم نہیں ہوا، کوئی کرامت نہیں ہوئی۔ یہ بڑے نادان ہیں۔ بہت ہی بڑے نادان انسان پر اللہ کا جس قدر احسان ہے کسی مخلوق پر نہیں۔ وہ احسنِ تقویم ہے۔ انسان کی تخلیق کے مضمون کے لیے اللہ نے چار قسمیں کھائی ہیں۔

۱۔ قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی، اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی کہ ہم نے انسان کو اچھی سے اچھی صورت پر بنایا　　　(التین آیات ۱ تا ۴)

جو درجہ انسان کو دیا نہ سورج کو دیا نہ چاند کو نہ جمادات کو نہ نباتات کو مگر انسان اس قدر نمک حرام ہے کہ اس کی نظیر نہیں۔ تم کو کان دیے آنکھیں دیں اور تم دُنیا کے خزانے خرچ کرنے والے ہو زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے تمہارے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ مکھی یا مچھر کو اپنے قبضہ میں لاتے۔ تم پر مالک کے کتنے احسانات ہیں کہ تمہارے لیے ہر چیز مسخر کر دی گئی۔ بکری گائے، بھینس وغیرہ کو مسخر کر دیا۔ چاند اور سورج مسخر کر کے ان پر فرشتوں کو مقرر فرما دیا رات دن اپنے کام میں یہ مصروف رہتے ہیں۔ اور اے انسانو! تم اس طرح محفوظ ہو کہ اگر تمہاری حفاظت نہ کی جاتی تو جنات اور شیاطین تم پر چھا جاتے۔ تمہیں اُچک لیتے حشرات الارض تمہیں چٹ کر جاتے مگر انسان ناشکرا ہے۔ ان احسانات کے لیے مالک کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ سرکشی اور نافرمانی کرتا ہے۔ اس کے احکامات پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ یہ سب احسانات اس انسان پر

ہیں جو ناپاکی سے پیدا ہوا ہے۔ پیشاب پاخانے کی جگہ دھوکر انسان پاک ہو جاتا ہے، مگر جس ناپاکی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کا ایک قطرہ بھی نکل جائے تو پورا جسم ناپاک ہو جاتا ہے جب تک پورے جسم کو یعنی سر سے لے کر پاؤں تک ناخن تک دھویا نہیں جاتا تب تک انسان کا جسم پاک نہیں ہوتا اس ناپاکی سے پیدا شدہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا شرف عطا فرمایا ہے جانتے ہو، اشرف المخلوقات کا درجہ دیا۔ سوچو تو سہی اللہ کی مخلوقات کا کوئی ٹھکانا ہے؟ کوئی گنتی کر سکتا ہے۔ کتنی کتنی عجیب و غریب ہیں مخلوقات کی اقسام۔ کتنی بڑی بڑی طاقت والی مخلوقات ہیں۔ ان تمام پر انسان کو فضیلت دی۔ ماں کے پیٹ سے نکلے تو تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اللہ نے سننے کی طاقت سمجھنے کی طاقت اور سوچنے کی طاقت دی۔ اللہ تعالیٰ کے لاکھوں احسانات ہیں جن کا کوئی شمار نہیں اور شمار کر بھی نہیں سکتے۔ پھر انسانوں پر احسانات پر احسانات کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ آسمانوں اور زمینوں سے رزق دیتا ہے۔ اللہ آسمانوں سے پانی زمین سے رزق اور انواع و اقسام کی نعمتیں بخشتا ہے۔ ان انعاموں اور عنایتوں کے باوجود حقیقی منعم کی یاد سے غافل رہتا ہے۔ تمہارا ربّ ایسا منعم ہے کہ تمہارے لیے کشتی کو دریا میں لے چلتا ہے۔ تاکہ تم اس کے رزق کو تلاش کرو۔ بے شک وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے (جیسے موج طوفان وغیرہ سے غرق ہونے کا خوف) تو بجز خدا کے اور جتنوں کی تم عبادت کرتے تھے۔ سب کو بھول جاتے ہو۔ پھر جب تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم پھر جاتے ہو اور واقعی انسان ناشکرا ہے۔ (بنی اسرائیل ع ۲) اس کا دھیان نہیں ہوتا انسان کو

میرے بھائیو! کس قدر غفلت ہے کہ ہم منعم حقیقی کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غفلت ہے۔ میرے بزرگو بہت بڑی غفلت ہے اس غفلت کو چھوڑ دو۔ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اللہ کا ذکر کرو۔ خوب ذکر کرو۔ مالک حقیقی کا ہمیشہ ذکر کرتے رہو۔ کاروبار بھی کرو۔ اس سے تم کو منع نہیں کیا جاتا۔ منع کیا جاتا ہے تو اس سے کہ اللہ سے غافل نہ بنو۔ اتنی احتیاط رکھو کہ کاروبار تمہیں کہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے بس اتنا ہی کہا جاتا ہے تم سے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ان کام دھندوں سے فرصت نہیں ملتی اللہ کے ذکر کے لیے، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ کوئی کاروبار اللہ کے ذکر اور اس کی یاد سے باز نہیں روک سکتا تم اپنی مصروفیتوں میں اللہ کو یاد کر سکتے ہو۔ میں نے ایک فقیر کو عرفات میں میں دیکھا بھیک مانگ رہا تھا، مگر اللہ سے غافل نہیں تھا۔ اللہ کی یاد برابر جاری تھی۔

عزیزو تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کے ذکر کا مطلب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر رہبانیت اختیار کر لینا ہے،

نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ اللہ کی یاد قائم رکھ کر تم سب کام کرو، صحابہ کرامؓ ایسا ہی کرتے تھے۔ وہ تجارت کرتے تھے، مگر ذکر اللہ میں مصروف رہتے تھے۔ جہاد کا وقت آگیا۔ تو جہاد کرتے تھے۔ نماز کا وقت آگیا تو نماز پڑھتے تھے، مگر اللہ کے ذکر سے کبھی غفلت نہیں برتتے تھے۔ انھیں تجارت غفلت میں نہیں ڈالتی تھی کسی طرح کی ان میں غفلت نہیں تھی۔

میرے بھائیو! انھیں ہمیشہ فکر رہتی تھی کہ قیامت میں کیا حال ہوگا۔ خوف الٰہی رہتا تھا اس لیے کسی قسم کی مصروفیت اور کسی بھی قسم کی ضرورت انھیں ذکر سے غافل نہیں کر سکتی تھی۔ اللہ کے ذکر کے لیے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہاتھ سے کام کرو، مگر زبان اللہ کے ذکر میں رہے۔ مصروف رہو۔ ضروریات میں، مگر اللہ کا ذکر جاری رہے۔ ذرا کوشش تو کر کے دیکھو۔ یہ کتنا آسان ہے اگر تم نماز پڑھ رہے ہو، مگر خُدا سے لَو نہیں لگی ہوئی تو اجر پُورا نہیں مل سکتا۔ اللہ سے لو لگاؤ، شروع شروع میں ممکن ہے نہ لگے، مگر بالآخر لگ ہی جاتی ہے۔ اللہ کے خوف کو طاری کر لو۔ اپنے اُوپر ہمیشہ۔ پھر لَو لگ جاتے ہیں کوئی کسر باقی نہیں رہتی، یہ کہنا غلط ہے۔ کہ دُنیا کے کاروبار اللہ کی طرف متوجّہ ہونے نہیں دیتے۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام بہت بڑے بادشاہ تھے۔ آپ کو اللہ عزوجل نے جانوروں پر بھی حکومت دی تھی۔ سلطنت کا وسیع کاروبار تھا۔ اس کے باوجود اللہ سے ہمیشہ لَو لگائے رہتے تھے یہ بادشاہت ان کو بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ بنا سکی۔ تو بھئی ہم جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ سے غافل نہ بنو جو احادیث آیات تمہیں سُنا نے سمجھاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم راہب بن جاؤ۔ نہیں یہ مطلب نہیں ہے۔ سب میں رہو۔ مگر ان مصروفیّتوں کے ہو کر نہ رہ جاؤ۔ صرف اللہ کے ہو کر رہو۔

میرے عزیزو! اگر میں ان احادیث و آیات کو سُناتا رہوں۔ جن میں اللہ کے ذکر کی فضیلت ہے تو نہ سنا سکوں بے انتہا ہے ذکر کی فضیلت۔ آقائے نامدار حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ مَیں تمہیں ایک عمل بتاؤں جو تمام اعمال سے بہتر ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پاک تمہارے درجوں کو زیادہ بلند کرنے والا اللہ کی راہ میں سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہے ایسا جہاد جس میں تم دشمنوں کی گردنیں مارو، اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ فرمائیے! حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر۔

بھائیو! اللہ کی تمام صفات کا ذکر کرو۔ اپنی عمر ضائع نہ کرو۔ اللہ کی یاد میں جو وقت گزرے گا۔ وہ

بے کار اور ضائع نہیں ہوتا۔ ذاکر کی مثال زندہ کی ہے اور غیر ذاکر کی مثال مُردہ کی جو زندگی غفلت میں گزرتی ہے وہ مُردہ ہے۔ جو اللہ کی یاد میں گزرتی ہے وہی زندگی ہے۔ یہی وقت ہے کمانے کا جب موت آئے گی تو وقت نہیں رہتا کمانے کا۔ آج وقت ہے۔ آج ہی اپنی زندگی میں توشہ کما لو۔ سفر درپیش ہے تیاری کر لو۔ اللہ عزّ وجلّ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ صُورت اور سیرت کو اس کی مرضی کے مطابق بناؤ۔ ڈاڑھیاں رکھو۔ غیروں کی صورتیں نہ بناؤ۔ دوسروں کی صُورتیں نہ بناؤ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق اپنی صُورت بناؤ۔ یہ بڑی بے وقوفی ہے کہ غفلت میں رہو۔ عمر بڑھتی نہیں گھٹتی ہے۔

میرے بھائیو، جاگو خُدا سے ڈرو، خدا کا ذکر کرو۔ دھوکہ میں نہ رہو۔ انسان دھوکہ میں ہے۔ اس لیے وہ غفلت کرتا ہے۔ حضور کے قدم بہ قدم چلنے کی کوشش کرو۔ ان کی صُورت جیسی تھی ویسی بناؤ عاشق کو اپنے معشوق کی ہر چال پیاری ہوتی ہے تمہیں بچّے سے پیار ہے تو اُس کا کپڑا بھی پیارا ہوتا ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صورت بناؤ گے تو پیارے ہو جاؤ گے ___________

___ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے تم میری فرماں برداری کرو گے تو خدا تم سے محبّت کرنے لگے گا۔ اور تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ محبّت کی آنکھ کوئی عیب نہیں دیکھتی۔ اگر تم اللہ کے بن گئے۔ صورت اور سیرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بنا لی تو اللہ کے بن جاؤ گے اپنی عمر کے حصّہ کو غنیمت سمجھو۔ قرآن پاک جیسی کتاب کو غنیمت سمجھو۔ عمر ضائع نہ کرو۔ دن رات اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرو نیکوں کی صُحبت اختیار کرو۔ نافرمانوں کی صُحبت سے بچو۔

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بڑی تاکید کی ہے بری صحبت سے بچنے کی۔ اس لیے یہ دیکھ لو کہ تم کس کی دوستی کرتے ہو۔ صرف ان کی صحبت اختیار کرو جو اس کے تابع ہیں۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری　　　(قسط:۱۹، آخری)

حیلے اور بہانے

اس کا جواب کہ ڈاڑھی رکھ لی تو شادی کیسے ہوگی؟

(۷۴) بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سُنا ہے کہ ڈاڑھی رکھیں گے تو شادی کیسے ہوگی؟
ڈاڑھی نہ رکھنے کا یہ بھی عجیب بہانہ ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ لاکھوں افراد ڈاڑھی والے ہیں، جن کی بیویاں موجود ہیں اور بڑے میل و محبّت سے رہتے ہیں، بیویوں کو شوہروں کی ڈاڑھیوں پر کوئی اعتراض نہیں، بلکہ بہت سی بیویاں تو ترغیب دے کر شوہروں سے ڈاڑھیاں رکھواتی ہیں ہر سال لاکھوں نکاحوں کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں۔ نکاح خواں نکاح پڑھاتے ہیں۔ ہزاروں دولہے ڈاڑھی والے ہوتے ہیں۔ آپ اپنی جگہ پختہ ہوں، انشاء اللہ شادی بھی ہوگی اور بہت اچھّی بیوی ملے گی۔ جو دین و دُنیا کے لیے مفید و بہتر ہوگی۔

بات اصل یہ ہے کہ لوگوں کو دیندار عورت پسند نہیں، اسکول، کالج کی پڑھی ہوئی چاہتے ہیں اور ڈپلوما والی عورت تلاش کرتے ہیں۔ اس طرح کی عورتیں خود دین سے دُور ہوتی ہیں۔ نہ اُنھیں نماز سے رغبت ہوتی ہوتی ہے اور نہ پردہ میں رہنا پسند کرتی ہیں اور نہ شوہر کی ڈاڑھی دیکھنا چاہتی ہیں، اگر خود بھی دیندار ہوں اور دیندار عورت تلاش کریں تو ڈاڑھی کی وجہ سے شادیوں میں کبھی رکاوٹ نہ ہو۔ بعض لوگ نماز، روزہ کے پابند ہوتے ہوئے بھی اسکول، کالج کی فیشن ایبل لڑکی تلاش کرتے ہیں، جب نکاح ہوجاتا ہے اور وہ اپنے پنجے نکالتی ہے تو میاں صاحب کو پتہ چلتا ہے کہ کس مصیبت میں گھر گئے، دیندار عورت تلاش کرو، انشاء اللہ فرمانبردار بھی ہوگی، خدمت بھی کرے گی، صابر و شاکر بھی ہوگی، جب دیندار عورت پسند نہیں تو وہی ہوگا کہ بیوی اس پر بھی راضی نہ ہوگی

اپنے کو بیوی کہلائے، وہ کہے گی مَیں تو فرینڈ ہوں اور فرینڈ والے طریقوں سے پیش آئے گی اور بجائے بیوی کے خود شوہر بنے گی اور شوہر صاحب پارکوں میں اس کے پیچھے پیچھے بچّے کو لیے گھوما کریں گے۔

سمجھ کا تقاضا تو یہ ہے کہ مرد کی ڈاڑھی ہو۔ بچہ ماں اور باپ میں فرق کر سکے اور دونوں میں سے جس کے پاس سوئے، ہاتھ پھیر کر پتہ چلالے کہ میں کس کے پاس سو رہا ہوں، اگر والد، والدہ دونوں کا چہرہ صاف ہو تو وہ بیچارہ کیا امتیاز کرے گا؟

اس کا جواب کہ تمہارے کہنے سے ڈاڑھی کیوں رکھوں؟

(۷۵) بعض لوگوں سے جب ڈاڑھی رکھنے کو کہا جاتا ہے تو جواب میں کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے کہنے سے ڈاڑھی کیوں رکھوں؟ مجھے رکھنی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی وجہ سے رکھوں گا۔

یہ عجیب جاہلانہ جواب ہے، اگر آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے ڈاڑھی رکھنے والے ہوتے تو جب سے ڈاڑھی نکلی ہے اسی وقت سے رکھ لیتے اور ڈاڑھی رکھی ہوئی ہوتی تو کسی کو اس بارے میں نصیحت کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اب اگر کسی نے آپ کی دینی ذمّہ داری بتادی اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم پر چلنے کی یاد دہانی کردی تو اس پر ناراض ہونے کے بجائے اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ کیا وہ یہ کہتا ہے کہ میرے کہنے سے رکھ، وہ بھی تو شریعت کا حکم یاد دلا رہا ہے شریعت میں تبلیغ اسی لیے رکھی گئی ہے کہ علماء و صلحاء تبلیغ کریں اور مسلمانوں کی دینی ذمّہ داری یاد دلائیں اور مسلمان اس پر عمل کریں۔ تبلیغ اس لیے تو نہیں ہے کہ جو شخص تبلیغ کرے اور دینی بات بتلائے اُلٹا اس کی تبلیغ کے خلاف چلیں اور حق قبول کرنے سے انکار کریں۔

اس بات کا جواب کہ ڈاڑھی رکھ لی تو ملازمتیں نہ ملیں گی

(۷۶) کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں ابھی امتحانات دینے ہیں اور نوکریاں کرنی ہیں۔ اگر ڈاڑھی رکھ لیں تو امتحان کیسے دیں گے اور ملازمتیں کیسے ملیں گی؟ ان لوگوں کی یہ بات عجیب ہے امتحان میں کامیابی کا تعلق محنت کرکے جوابات صحیح لکھنے سے ہے جو لوگ نمبر دیتے ہیں اُن کے سامنے صورت نہیں ہوتی۔ انھیں کیا پتہ کہ جس نے جواب لکھا ہے وہ ڈاڑھی والا ہے یا بے ڈاڑھی والا، اور پتہ بھی ہو کہ یہ پرچہ ڈاڑھی والے نے لکھا ہے

تو اچھے نمبروں سے پاس ہونے کے لائق ہوتے ہوئے کیا ممتحن فیل کردے گا؟ ایسے ظلم کی اجازت آج تک کسی مملکت اور حکومت نے نہیں دی اور نہ کوئی ایسا کرتا ہے۔ رہا ملازمتوں کا معاملہ! تو اس کے بارے میں سکھوں سے ہی عبرت حاصل کرلینی چاہیے۔ وہ خوب بڑی بڑی ڈاڑھیاں رکھتے ہیں اور امتحانات میں کامیاب ہوتے ہیں اور پھر انہیں ملازمتیں بھی ملتی ہیں، عہدے بھی ملتے ہیں، پولیس، فوج اور دوسرے محکموں میں اونچے عہدے حاصل کیے ہوئے ہیں۔ دُنیا جانتی ہے کہ ہندوستان کے کئی وزیر سکھ رہ چکے ہیں اور آج کل تو ہندوستان کا صدر بھی سکھ ہے اُن کی بڑی ڈاڑھی نے ان کو عہدوں سے نہیں روکا۔

آخر یہ بھی کوئی بات ہے کہ سارا نزلہ آپ کی ہی ڈاڑھی پر گرے گا؟ ہم نے بہت سے ایسے مُسلمانوں کو بھی دیکھا ہے جو بڑی بڑی ڈاڑھیوں والے ہیں اور مختلف محکموں میں بڑے بڑے عہدوں پر کام کرتے ہیں۔ ڈاڑھی کی وجہ سے کوئی بھی انہیں ملازمت سے نہیں نکالتا۔ جو کام لیتا ہے وہ محنت اور امانت و دیانت کو دیکھتا ہے۔ جس کی کارگزاری اچھی ہو سب اسے پسند کرتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈے خیانت کرتے ہیں تو ان کو بھی نوکری سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ امریکہ کے ایک صدر کو بدعنوانی کی وجہ سے ہٹایا جا چکا ہے۔ ڈاڑھی مونڈنا اُس کے کچھ کام نہ آیا۔

بات اصل وہی ہے کہ اپنا نفس راضی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے بہانے تراشتے ہیں۔

ع تیرا ہی دل نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

بہت سے لوگ اقامتِ دین کے مدعی ہیں لیکن لمبی ڈاڑھی کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

(۲۷) کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں دعویٰ ہے کہ ہم صالح اور متقی ہیں، امامت صالحہ کے لائق ہیں اور حقیقتِ تقویٰ سے متصف ہیں۔ اور اقامتِ دین کے داعی ہیں، لیکن ان لوگوں کی ڈاڑھیاں ذرا ذرا سی ہوتی ہیں بھرپور ڈاڑھی رکھنے سے بچتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی بڑی اور گھنی ڈاڑھی انہیں پسند نہیں۔ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ بڑی ڈاڑھی رکھو اور حدیث و فقہ کی تصریحات کے مطابق کم از کم ایک مشت ڈاڑھی ہونا لازم ہے، تو بڑی ڈاڑھی والوں کا اور بڑی ڈاڑھی

رکھنے کی تبلیغ کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور برملا کہہ دیتے ہیں کہ ہاں بال ناپتے رہو۔ اس سے اقامتِ دین کا فریضہ ادا ہو جائے گا۔

کیسا بھونڈا اور بیہودہ جواب ہے؟ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صُورتِ مُبارکہ جن لوگوں کو پسند نہیں وہ لوگ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دین قائم کرنے چلے ہیں۔ آدھے تولہ ڈاڑھی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے اور پُورے عالم کو دینِ اسلام پر چلانے کا بوجھ اُٹھانے کو تیّار ہیں۔ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بہت اہتمام سے حکم دیا کہ ڈاڑھیوں کو اچھی طرح بڑھاؤ، لیکن اقامتِ دین کے داعی فرمانِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھی اپنے کو عمل صالح اور تقوٰی سے متصف سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں نے صریح احادیث کے خلاف یہ فتوٰی جاری کیا ہے کہ ڈاڑھی بس اتنی سی کافی ہے کہ دُور سے ڈاڑھی نظر آجائے چونکہ نفس کو نبوی ڈاڑھی گوارا نہیں، اس لیے اپنی طرف سے غیر شرعی فتوے دے کر اپنے نفسوں کو مطمئن کر لیتے ہیں کہ ہم نیک اور صالح ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا طرزِ زندگی اور آپ کا اتّباع اختیار کر کے دین قائم نہ ہو گا تو بلکہ بے پڑھے نام نہاد مفتیوں کے فتووں سے دین قائم ہو گا۔ جو نہ حدیث و فقہ پڑھتے ہیں، اور نہ فتوے کی ذمّہ داری کو سمجھتے ہیں۔ طریقہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ سے روگردانی اور دعوی تجدیدِ دین اور اقامتِ دین اور امامتِ صالحہ کا، فیا للعجب؟

خاتمۃ الکلام

اَب ہم اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔ بے عملی کے حیلے اور بہانے اور جھوٹی دلیلیں اور بے تکی باتیں جو لوگوں سے سُنیں اور جن علاقوں میں رہنا سہنا ہُوا۔ وہاں کے لوگوں سے جو معلوم ہُوئیں ان میں سے جو باتیں یاد آتی چلی گئیں۔ وہ ہم نے اس رسالہ میں جمع کر دی ہیں اور ان کا باطل ہونا بھی ظاہر کر دیا ہے، ان کے علاوہ خدا جانے اور کتنے حیلے اور بہانے ہوں گے۔ جنہیں مختلف علاقوں میں لوگوں نے اپنی بے عملی کا ذریعہ بنا کر رکھا ہو گا، ان سب کا باطل ہونا انھیں جوابات میں غور کرنے سے انشاء اللہ واضح ہو جائے گا۔ جو ہم نے اس رسالہ میں لکھ دیے۔ جوابات تو فروعی باتوں کے ہیں، لیکن اثناء بیان میں ایسی اُصولی باتیں

الحمدللہ زیرِ قلم آگئی ہیں جن کو سامنے رکھ کر دوسرے حیلوں اور بہانوں کے جوابات بھی دیے جا سکتے ہیں۔
جو لوگ گناہوں میں مُبتلا ہیں، ان سے درخواست ہے کہ گناہوں کو چھوڑیں اور نفس کو ان کے چھوڑنے پر آمادہ کریں۔ آخرت کی فکر کریں اور موت کے بعد کا مراقبہ کریں۔ یہ زندگی چند روزہ ہے، ختم ہوجائے گی آخر مرنا ہے اور قبر کے پیٹ میں جانا ہے، پھر میدانِ آخرت میں حساب دینا ہے۔ نفس کو سمجھا بجھا کر گناہ چھوڑنے پر آمادہ کریں اور گناہوں سے توبہ کریں۔ اگر کم ہمتی کی وجہ سے نفس جلدی قابُو میں نہ آئے اور سب گناہ چھوڑنے میں دیر لگے تو آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے گناہوں کو ترک کرتے جائیں اور اپنے کو گنہگار سمجھتے ہُوئے استغفار کرتے رہیں۔ نفس و شیطان کے سمجھائے ہُوئے حیلوں اور بہانوں کو سامنے رکھ کر اپنے کو آخرت کے مواخذہ سے بری نہ سمجھیں اور گنہگار ہوتے ہُوئے اپنے کو نیک لوگوں میں شمار نہ کریں۔ درحقیقت گناہ کا اقراری ہونا بھی بہت بڑی چیز ہے۔ جو گناہ کا اقراری ہوگا، انشاءاللہ کبھی تو توبہ کر ہی لے گا اور جسے گناہ کا اقرار ہی نہ ہو وہ کبھی توبہ نہ کرے گا اور بغیر توبہ ہی مرجائے گا۔
بہانے شیطان اس لیے سمجھاتا ہے کہ لوگوں کو توبہ کرنے کی توفیق نہ ہو، اپنے دُشمن کو دُشمنی میں کامیاب ہونے کا کبھی موقعہ نہ دیں، اسے رسوا کریں اور اس کی کوششوں کو فیل کرتے رہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتباعه وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ آمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصّلٰوۃ والسّلام علیٰ سیّد رسلہ محمّد واٰلہ واصحابہ اجمعین وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین

(قاری) نور الحق قریشی ایڈووکیٹ ملتان

چیف آف آرمی سٹاف کا بیان

اور عسکری نظام کی اہمیّت

پاک آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت نے آزاد کشمیر میں پاک فوج کے افسران اور جوانوں سے اگلے مورچوں پر خطاب کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے ہر پاکستانی ایک نئے جذبے سے سرشار ہوا ہے جنرل موصوف کے الفاظ ۱۵ اکتوبر کے اخبارات میں کچھ اس طرح شائع ہوئے ہیں۔

"چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے کہا ہے کہ پاکستان کا دفاع مضبوط ہاتھوں میں ہے فوج دُشمن کو مُنہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہے، ہماری امن پسندی سے کسی کو غلط فہمی نہ ہو پاک سرزمین کی جانب میلی آنکھ اُٹھانے والے دوبارہ اس قابل نہیں رہیں گے، پاک فوج انشاء اللہ قوم کی توقعات پر پُورا اُترے گی اس لیے کہ وہ جذبہ شہادت سے سرشار ہے۔"

اس خطاب میں درج ذیل نکات غور طلب ہیں۔

۱۔ اگرچہ بھارت کے جنگی جنون نے پاکستان کی سرحدوں پر حالات کو سنگین بنا دیا ہے، مگر الحمد للہ! ملک کی مسلح افواج نہ صرف چوکس ہیں بلکہ حالات سے نبٹنے کے لیے بھر پور صلاحیت رکھتی ہیں۔

۲۔ پاکستان پُرامن بقائے باہمی کا داعی ہے، مگر امن کی خواہش کو بے غیرتی یا بُزدلی کا نام نہیں دیا جا سکتا، دونوں ممالک پُرامن بقائے باہمی کے رشتے میں اُس وقت ہی منسلک ہو سکتے ہیں۔ جب دونوں قیام امن کے لیے سنجیدگی سے کوشش کریں، پاکستان مسئلہ کشمیر کے سلسلہ میں ابتداء ہی سے اقوام متحدہ کی منظور کردہ قرار دادوں کے عین مطابق پورے کشمیر میں استصواب رائے کی حمایت کرتا چلا آرہا ہے اور یہ کوئی جرم نہیں ہے بلکہ پاکستان کے اس جائز موقف کی دنیا کا ہر جمہوریت پسند اور انصاف کا حامی ملک "تائید" کرنے پر مجبور ہے جبکہ اس کے برعکس بھارت نے ہمیشہ نہ صرف اقوامِ متحدہ کی قرار دادوں کی مٹی پلید کی ہے، بلکہ پاکستان کے ساتھ محاذ آرائی کی پالیسی اپنائی ہے اور ہمیشہ سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ جاری رکھی ہے۔

۳ جنرل جہانگیر کرامت نے اپنے خطاب کے آخر میں پاک آرمی کے بارے میں جہاد اور جذبہ شہادت کے جس عظیم مقصد کا اظہار کیا ہے اس سے نہ صرف پاکستان بلکہ دُنیائے اسلام کے ہر مسلمان کے جذبات کی ترجمانی ہوئی ہے، چنانچہ ہم جنرل موصوف کے اِسی جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت کو پیشِ نظر رکھ کر درج ذیل سطور میں اسلام کے آفاقی نظام کے اس پہلو کا جائزہ لینے پر مجبور ہوئے ہیں جس نے مُسلمان قوم کو زندہ رکھا ہوا ہے جبکہ مغرب اور اس کی حامی قوتیں مسلمان کے اِسی جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت کو ختم کرنے کی سازشیں کر رہی ہیں اس کے لیے مغرب نے ایک طرف مسلمانوں میں عیش و طرب کی محفلوں کے انعقاد اور نوجوان نسل کے آزادانہ اختلاط کی حوصلہ افزائی، ڈش انٹینا اور میڈیا کے زہریلے پروپیگنڈے سے بے غیرتی اور عریانی کے دہانے کھول دیے ہیں تو دوسری طرف فرقہ واریت کی آڑ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے تاکہ عالمی سطح پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کر کے اسے امن و آشتی کا دین قرار دینے والوں کا منہ بند کیا جا سکے۔

آج یہود و ہنود اور مغربی میڈیا کے زہریلے اثرات کا یہ عالم ہے کہ بے حیائی و عریانی، بے غیرتی اور فحاشی سے روکنے والوں کو رجعت پسند قرار دے کر مسترد کیا جا رہا ہے جبکہ فحش فلموں، مخلوط کلبوں اور بے غیرتی کے مناظر کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے بلکہ ٹی وی پر اس قسم کے مناظر دکھا کر خاموشی کے ساتھ ———————— نئی نسل کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

اسلام نے اپنی انقلابی تعلیمات کا آغاز تبلیغ و اخلاق سے کیا ہے۔ اس بارے میں قرآن پاک میں واضح ارشاد موجود ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ (اپنے رَبّ کے راستے کی طرف دانش مندی اور عُمدہ نصیحت سے بلائیں) اسلام کے نزدیک سب سے بڑا جرم (گناہ) شرک ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ (بے شک اللہ اس کو نہیں بخشے گا جس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا اس کے سوا جسے چاہے بخش دے) لیکن شرک کی بیخ کنی کے لیے ہتھیار اُٹھانے اور سختی کرنے کا حکم نہیں ہے کہ تم مشرکوں کو قتل کر دو، خود آنحضور علیہ السّلام کی پُوری زندگی توحید کی دعوت اور شرک کے خلاف گزری، مگر آپ نے اور آپ کے صحابہ کرام رض نے معاشی و اقتصادی بائیکاٹ اور جسمانی تشدّد برداشت کیا یہاں تک کہ آپ کو گھر سے بے گھر بھی کیا گیا، مگر آپ کو خُدا نے تلوار کے ذریعے مخالفوں کو ختم کرنے کا کوئی حکم نہ دیا ——— تاآنکہ جب مُشرکین نے

مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی اور مکہ سے سینکڑوں میل دُور گھر بار چھوڑ کر مدینہ میں بھی چین و سکون سے نہ رہنے دیا تو تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی معصوم کو ظلم کا جواب دینے کے لیے مخالفوں سے لڑنے کی اجازت دی — اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا (جن سے کافر لڑتے ہیں۔ انھیں بھی لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مُبارک میں جتنے غزوات اور سرایا لڑے گئے، جتنی جنگیں ہوئیں ان میں ایک بات مشترک نظر آتی ہے وہ یہ کہ سب لڑائیاں دفاع میں لڑی گئیں۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی ایسا کیا، کسی علاقے یا مقام پر اسلامی فوج نے از خود محاذ نہیں کھولا، کبھی سرحدی خلاف ورزی نہیں کی، پھر ان تمام جنگوں میں مخالفوں کی خواتین، بُوڑھوں، بچّوں، یہاں تک کہ مخالفین کی فصلوں، درختوں اور شہروں تک کو نہیں اُجاڑا گیا

اسلام میں مُسلمان کی زندگی کو خُدا کی امانت قرار دیا گیا ہے۔ زندگی اور موت کا فلسفہ بالکل جداگانہ ہے اس کا مرنا اور جینا خدا کے لیے ہے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ (بے شک میری نماز میری قربانی، میری زندگی اور موت اللہ کے لیے ہے۔)

اسلام کا اپنے ماننے والوں سے مطالبہ یہ ہے کہ وہ معاشی، اقتصادی، سیاسی اور حکومت و حکمرانی کے وہ طریقے اختیار کریں جو اسلام نے انسانی فطرت کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھ کر مرتّب کیے ہیں، چنانچہ اسلام نے امن کے ایّام اور حالت جنگ میں بھی اپنے ماننے والوں کی رہنمائی کی ہے۔ ہماری ابتدائی تاریخ بتاتی ہے کہ وسائل اور فوجی تعداد میں کمی کے باوجود جذبہ جہاد نے مسلمانوں کو توانائی بخشی ہے جس کی طرف جنرل جہانگیر کرامت نے اپنے حالیہ خطاب میں اشارہ دیا ہے کیا یہ تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ ایک مُسلمان جرنیل ہزاروں کے مقابلے میں چند نفوس کو کھڑا کر کے جنگ جیت جائے، اسلام ایک زندہ دین ہے مُردہ مذہب نہیں، وہ غیرت و حمیّت کے ساتھ زندگی گزارنے کے فن سے آشنا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ مُسلمان زندہ ہے تو غازی کہلاتا ہے اور راہِ خُدا میں جان دے دے تو شہید کہلاتا ہے۔ گویا مرنے کے بعد بھی اسلام نے انسان کو کار آمد بنا دیا ہے کہ شہید زندہ ہوتا ہے مرتا نہیں وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ (اور مت کہو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں)

مُسلم قوم میں جب تک جذبہ جہاد کار فرما رہا یہ پھیلتے گئے۔ برِّ اعظم افریقہ سے نکل کر یورپ اور ایشیا

سے ہوتے ہوئے دُنیا کے کونے کونے میں پھیلتے چلے گئے ، اپنے اخلاق و اطوار اور خوش اخلاقی و خوبصورت فرمانروائی کے ساتھ دُنیا کو امن و سلامتی کا درس دیتے رہے ، لیکن جب مسلم قوم لہو و لعب ، عیاشی و بے حمیتی میں مشغول ہوتی گئی اور جذبہ جہاد مفقود ہوتا گیا تو پھر ہم دیگر اقوام کے غلام بنا دیئے گئے۔

پاکستان کو آزاد ہوئے نصف صدی گزر چکی ہے۔ ہم سالِ رواں گولڈن جوبلی کے طور پر منا رہے ہیں ، لیکن یہ سارا اہتمام حکومتی سطح پر ہو رہا ہے۔ اگر آپ کسی ملازم ، کاریگر ، مزدور ، کسان اور عام شہری سے بات کریں تو ہر طبقہ پریشان اور متفکّر نظر آتا ہے۔ قدرت نے پاکستان کو جس قدرتی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ ہم نے بنیادی مقاصد سے انحراف کر کے ناشکری کی جس کی وجہ سے ہم مشرقی پاکستان سے محروم ہوئے اور آج ہم گوناں گوں مسائل کا شکار ہو چکے ہیں۔

برسرِ اقتدار حکومتوں نے ملکی مفادات کی بجائے ذاتی مفادات کو ترجیح دی ، پوری قوم کو عسکری قوم بنانے کی بجائے ، اسے زیورِ علم اور جذبہ جہاد سے سرشار کرنے کی بجائے بے حیائی و عریانی کا راستہ دکھایا جاتا رہا۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

آج ہمارا بنیادی مسئلہ "مسئلہ کشمیر" ہے جسے ہم گزشتہ پچاس سال سے حل کر رہے ہیں مگر حل ہوتا نظر نہیں آرہا ، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے زورِ بازو پر یقین کرنا چھوڑ دیا ہے اور امریکہ و مغربی طاقتوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ ہم نے قرآنی تعلیمات کو یکسر فراموش کر دیا ہے ، ہم جدیدیت کا شکار ہو چکے ہیں ، ہم اپنی تہذیب و ثقافت سے نابلد ہیں۔ ہمارا میڈیا نوجوان نسل کو اسلاف کی تاریخ اور اُن کے کارناموں سے بے بہرہ رکھ رہا ہے ———— نئی نسل کو علی المرتضیٰ رضؓ ، خالد بن ولید رضؓ ، ابو عبیدہ بن جراح رضؓ ، محمّد بن قاسم رحؒ ، موسیٰ بن نصیر رحؒ ، طارق بن زیاد رحؒ اور صلاح الدین ایوّبی رحؒ سے روشناس کرانے کی بجائے ہالی وڈ ، لالی وڈ ، ڈسکو اور پاپ میوزک کا گرویدہ بنایا جا رہا ہے۔ ٹی وی پر جہادی فلموں کی بجائے عشق و محبّت سے بھرپور ڈراموں کی نمائش جاری ہے جس سے نوجوان نسل تباہی و بربادی کی طرف محوِ پرواز ہے۔ عسکریت دراصل کسی ملک کی آزادی ، خودمختاری اور ملک و ملّت کی حفاظت کی ضمانت ہوتی ہے ملک کے دفاع کو جتنا مضبوط اور مستحکم بنایا جائے اتنا ہی فائدہ مند رہتا ہے دشمن ہمیشہ کمزور ملک پر حملہ آور ہوتا ہے ، دفاعی طور پر مضبوط ملک کی طرف دُشمن کبھی آنکھ نہیں اُٹھاتا۔

جنرل جہانگیر کرامت کا حالیہ بیان ایک ایسے وقت میں اخبارات میں اشاعت پذیر ہوا ہے جب ہماری

حکومت بھارتی وزیر اعظم گجرال کے ہر اشارۂ ابرو پر ناچنے کے لیے تیار ہے۔ ہماری حکومت ہر قیمت پر مذاکرات کی حامی نظر آتی ہے۔ مخالف ہم بھی نہیں، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھارت کے مسلسل پچاس سالہ رویّے کو سامنے رکھ کر بھی ہم مذاکرات کی میز سجانا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاک آرمی چیف کے بیان سے کشمیر کی جدوجہد کرنے والے مجاہدین کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور جس جذبہ جہاد اور شہادت کا انھوں نے تذکرہ کیا ہے اس سے ہم ایسے لوگوں کے سر فخر سے بلند ہوگئے ہیں۔

بدقسمتی سے موجودہ حکومت ان مجاہد تنظیموں پر امریکی اشارے پر پابندیاں عائد کر رہی ہے جو محض فی سبیل اللہ کشمیر کے مجاہدین کی اپنے محدود وسائل کے باوجود امداد کر رہی ہیں۔ ہمارے ملکی مسائل میں غیر ملکی مداخلت کا اس حد تک تصوّر نہیں کیا جا سکتا تھا جو آج کل دیکھنے میں آرہا ہے، ہم اس قدر بے بس ہو چکے ہیں کہ امریکہ کے اشارے پر عمل درآمد ضروری سمجھتے ہیں خواہ اس سے ہماری ملّی غیرت وحمیّت کا جنازہ نکل جائے کیا حکومت کو اقتدار پر فائز کرنے والے پاکستانی ووٹر تھے یا امریکہ تھا؟ پاکستان کا ہر باشندہ پہلے ہی اس امر پر جزبز تھا کہ امریکی سی آئی اے ایمل کانسی کو ایک پاکستانی ہوٹل سے پکڑ کر لے گئی اور کسی کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی کیا پاکستانی حکومت دنیا کے کسی خطے سے اپنے مجرم کو اس طرح پکڑ کر لا سکتی ہے، پاکستان کی حکومت کے حرکتہ الانصار پر پابندی کو امریکی حکومت مستحسن قرار دے رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا بڑا ظلم ہوگا۔

آخر کیا وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی ملک امریکہ، فرانس، برطانیہ اور چین پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا، واضح جواب یہ ہے کہ وہ دفاعی طور پر اس قدر مستحکم اور مضبوط ہیں کہ ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جراءت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ ممالک کسی حد تک بھی اپنے دفاع سے غافل ہوتے تو آج صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہوتے، لیکن اگر پاکستان اپنے ملک کا دفاع مضبوط بنالے یا طاقتور ملک بن جائے، ایٹم بم بنالے، ایٹمی تجربات کرے اور عسکری قوّت کو ناقابلِ تسخیر بنالے تو اس سے کسی کو کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ آخر ہمیں امریکہ یا دنیا کے دیگر ممالک کے سامنے بار بار اپنی صفائی کیوں پیش کرنا پڑتی ہے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی سے ہم اپنی اقتصادیات مضبوط بنانا چاہتے ہیں، ایٹم بم بنانے کی صلاحیت ہمارے پاس نہیں وغیرہ وغیرہ۔ آخر امریکہ کیوں ہمارا ایٹمی پراجیکٹ کا معائنہ کرنے پر اصرار کرتا ہے؟ کیا دنیا کا کوئی ملک امریکہ، فرانس، برطانیہ، چین کے ایٹمی پراجیکٹ کے معائنہ کرنے کے الفاظ اپنی زبان پر لا سکتا ہے؟ جس قسم کے سوال ہم سے امریکہ اور اس کے حلیف پوچھتے ہیں کیا وہ اس قسم کے سوال چین، فرانس، روس اور دیگر ممالک سے پوچھ سکتے ہیں؟ کیا

(بقیہ بر صد ۴۴)

مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب
خطیب جامع مسجد نیو انارکلی لاہور　　　(سفر نامہ)

لاہور سے کوٹلی تک

الحمد لولیہٖ والصّلوۃ علیٰ نبیّہٖ! بندہ ناچیز کہیں گیا ہُوا تھا جب واپس لوٹا تو عزیزم مولوی عبدالوحید صاحب نے یہ پیغام دیا کہ مولانا یعقوب صاحب کا فون آیا تھا کہ جمعۃ المبارک کے بعد علماء کا ایک وفد کوٹلی جا رہا ہے۔ اگر آپ جانا چاہیں تو تیّار ہو جائیں۔ مَیں نے غنیمت جانا اپنے لیے سعادت سمجھا۔ ایک تو اس نسبت سے کہ مجاہدینِ اسلام سے ملاقات ہو گی۔ زیارت نصیب ہو گی۔ مجاہدین نے جس پامردی سے اللہ کی رضاء کی خاطر اسلام کی سربلندی کے لیے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر خُون اور آگ کے سمندروں سے گزر کر قربانیاں دیتے ہُوئے جام شہادت نوش کیے۔ جانوں کے نذرانے پیش کیے۔ نتائج کی پروا کیے بغیر میدانِ کارزار میں کُود پڑے۔ ان کی عظمتوں کو اور ان کی شہادتوں کو سلامِ عقیدت پیش کرنے کے لیے حاضری اور علماء کرام کی رفاقت اسے میں میں اپنی خوش قسمتی تصوّر کرتا ہوں کہ مجھ جیسا ناکارہ انسان ان جیّد عُلماء کرام سے استفادہ کر سکے۔ میرے لیے خوش نصیبی کی بات تھی۔ یہ قافلہ حرکۃ جہاد اسلامی المعروف حرکۃ الانصار کے دفتر چوبرجی سے بعد نماز مغرب حضرت مولانا محمّد اسمعیل صاحب فیض کی راہبری میں برائے کوٹلی روانہ ہُوا۔ اس قافلہ میں حضرت مولانا صاجزادہ محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب ٹل حمزہ بہاولپور والے، مولانا قاری محمّد احمد عزمی لاہور، مولانا قاری محمّد عمر قینچی امرسدھو لاہور۔ مولانا کمانڈر خالد ارشاد ٹوانہ، حضرت مولانا غلام اللہ صاحب خطیب شیخ زید ہسپتال لاہور، عزیزم راوَ فرمان عزیزم مولوی عبدالوحید صاحب، امام مسجد دارالسلام باغِ جناح لاہور ان کے علاوہ چند اور بھی ساتھی شریک تھے جن کے اسماء گرامی بندہ کو یاد نہیں ہیں۔ دورانِ سفر لاہور کی حدود سے نکلنے کے بعد گاڑی میں جہادی نظموں اور تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت مولانا محمّد مسعود اظہر صاحب جو اس وقت انڈین جیل میں ہیں جو تکالیف صعوبتیں مشکلات اور جس تشدّد کا نشانہ بنے ہُوتے ہیں۔ شاید اس ظلم وستم کا اندازہ ہمیں نہیں۔ اللہ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ ان کی پُرجوش پُرخلوص جذبات سے بھرپور تقاریر چلتی

رہیں ۔ عُلماء کرام و دیگر ساتھی ان کی اس تقریر کو نہایت خاموشی سے سُنتے رہے ۔ جو واقعات وہ کشمیر بوسنیا، افغانستان اور جہاں جہاں بھی مُسلمان اس وقت دُشمنوں سے برسرِ پیکار ہیں ، مرد و زن جس ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں جس رقّت اور درد سے مولانا بیان فرمارہے تھے ۔ شریک سفر عُلماء کرام کی کیفیت جو میں دیکھ رہا تھا وہ الفاظ نہیں کہ بیان کروں ۔ جہلم کے قریب عشاء کی نماز ادا کی ۔ پھر سفر شروع ہوا ، رات تقریباً گیارہ بجے میر پور کشمیر پہنچے ۔ کچھ دیر بعد مولانا اسماعیل فیض صاحب نے کوٹلی کے لیے گاڑی کا انتظام کیا ۔ وہاں سے سفر شروع کیا ۔ رات تقریباً دو بجے کوٹلی پہنچے ۔ مجاہدین سے ایک سلیک ہوئی رات آرام کیا صُبح کی نماز جماعت سے ادا کی ۔ الحمدللہ یہ دیکھ کر از حد خوشی ہوئی نماز کی جماعت کے ساتھ پابندی جماعت کا اہتمام اور اعمال صالحہ کی کثرت سے قلبی سکون ہو ۔ تمام علماء کرام نے راقم کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا" الامر فوق الادب" کے تحت نماز پڑھائی ۔ جماعت کے بعد سورۂ یٰسین کا ورد جو مجاہدین کا روزانہ کا معمول ہے فجر کی نماز کے بعد پُورا کیا ۔ مہمان علماء کرام سورۂ یٰسین بھی پڑھتے رہے اور ساتھ ساتھ اپنے دیگر معمولات بھی پُورے کرتے رہے ۔ دفتر کوٹلی میں جن مجاہدین کو فرائض سونپے گئے ہیں ۔ نہایت بااخلاق ، متقی نوجوان ہیں ۔ اللہ نظر بد سے بچائے ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر حضرت مولانا کمانڈر ارشاد ڈوانہ سے جہاد و دیگر اُمور پر گفتگو ہوتی رہی ۔ دورانِ گفتگو نصرۃ خداوندی کے واقعات سناتے رہے ۔

جو کہ جہاد کی برکات ہیں ۔ اس کے بعد مولانا کمانڈر حیدر فاروقی صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ تعارف ہوا ۔ دبلے پتلے ہلکے پھلکے نہایت مستعد کشادہ پیشانی ، درمیانہ قد ، ہونٹوں پر مُسکراہٹ ، باوقار طریقے سے گفتگو فرماتے ۔ علماء کرام سے جیسے باادب شاگرد اپنے اُستاد سے بات کر رہا ہوتا ہے اور عُلماء کرام کی آمد پر بار بار خوشی کا اظہار فرماتے ۔

اَب کوٹلی سے اس مقام کی طرف روانہ ہونا تھا جس مقام کے لیے لاہور سے سفر کی ابتداء کی تھی ۔ میری مراد وہ معسکر جسے (محمود غزنوی معسکر) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو کہ چند میل کے فاصلہ پر ہے ۔ دو گاڑیوں کا انتظام کیا گیا ۔ ایک میں حضرت مولانا صاحبزادہ محمود میاں صاحب مولانا محمد اسماعیل صاحب راقم الحروف سوار ہوئے ۔ اس سفر کے راہبر کمانڈر حیدر فاروقی صاحب دوسری گاڑی میں باقی علماء سوار ہوئے ، جب عُلماء کرام کا قافلہ معسکر کے قریب پہنچا ۔ گاڑیوں سے عُلماء کرام اُترے عُلماء کرام کے استقبال کے لیے مجاہدین پہلے سے موجود تھے ۔ اس کے بعد مختصر سا سفر پیدل طے کیا اور معسکر پہنچے ۔ معسکر کے مرکزی گیٹ پر کمانڈر مولانا اجمل صاحب جو اسم بامسمّٰی ہیں ۔ پوری مجاہدین اسلام کی جماعت استقبال کے لیے کھڑی تھی ، علما

کرام کا استقبال جس پُرجوش طریقے سے کیا گیا۔ تکبیر اللہ اکبر کے نعرے لگا کر صدائیں بلند کیں اور ساتھ ہی ہوائی فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ اپنے جذبات محبت و ایمانی قوّت کا اظہار کیا۔ یہ ہے وہ معسکر (ٹریننگ سنٹر) جسے معسکر محمود غزنوی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس معسکر سے تربیت پانے والے مجاہدین نے امریکہ سمیت دُشمنانِ اسلام باطل قوتوں کو اور اسلام کے مخالفین کو اور خصوصاً بھارت جیسے ملک سیکولر سٹیٹ ہندو بنا کر حکمرانوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ سکون چھن گیا، راحتیں تباہ ہو گئیں اور اس وقت بھی انڈین آرمی سے اس معسکر کے تربیت یافتہ مجاہد برسرِ پیکار ہیں۔ سینکڑوں جامِ شہادت نوش کر چکے تاریخ ان کی قربانیوں کو بھی نہیں بھول سکتی۔ اُن کی شہادتوں کے تذکرے نہیں چھوٹ سکتے۔ مجاہدین سے بات چیت ان کے جذبات کو دیکھ کر اور سُن کر میرا ایمان بھی مضبوط ہوا۔ یقین جانیے اس معسکر کا ماحول معمولات روز مرّہ کی تیاری ٹریننگ تربیت کے طریقے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے یا اللہ یہ ایسے باعظمت نوجوان جنھیں اللہ کے دین سے اس قدر پیار ہے حالات سے بے پروا ہو کر جہاد کے عمل کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ مَیں نے اس قدر پُرسکون پایا میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

کمانڈر حیدر فاروقی اور کمانڈر اجمل صاحب ہر وقت مستعد نظر آتے۔ اور بار بار عُلماء کی خدمت میں حاضری دیتے اور خوشی کا اظہار فرماتے۔ عُلماء کرام کا اکرام اور مہمان نوازی جس پُرخلوص انداز میں کی وہ بھی انھی کا خاصہ اور حصّہ ہے۔ کمانڈر حیدر فاروقی صاحب نے عُلماء کرام سے کہا اگر آپ معسکر کے مختلف حصّوں کو شعبوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو ان شعبوں کا دَورہ کرایا جا سکتا ہے۔ تمام علماء کرام نے بیک زبان فرمایا ضرور بضرور۔ عُلماء کرام نے کمانڈر حیدر فاروقی صاحب کے ساتھ معسکر کے مختلف شعبوں کا دَورہ کیا اور ساتھ ہی کمانڈر صاحب مختلف کارروائیاں اور کارنامے بتاتے رہے۔ مختلف شعبہ جات کو دیکھ کر جب واپس لوٹ رہے تھے تو اچھی خاصی تھکاوٹ ہو گئی تھی۔ کیونکہ دُشوار گزار راستوں اور پہاڑی پگڈنڈیوں پر چلنے کی عادت نہ ہونے کی بناء پر چلنے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ بہر حال جہاد کی برکت سے کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں ہوئی۔ بآسانی مرکز پہنچے۔ بُھوک کی شدّت کی وجہ سے علماء کرام ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے کچھ دیر پہلے ہی تو ہم نے اچھا خاصہ ناشتہ کیا ہے اور اب اس قدر بھُوک محسوس ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ جہاد کی برکت مجاہدین کے ماحول کا اثر اور اس پاکیزہ سرزمین کی برکت ہے جہاں پر جہاد کے لیے مجاہد تیّار کیے جاتے ہیں۔ وگرنہ ہم اپنے ماحول میں اپنے کھانے پینے

کے لیے بڑے پرہیز گار سمجھے جاتے ہیں (یعنی کم کھانا کھانے کے اعتبار سے) عجیب بات ہے۔ مجاہدین کے ماحول میں آکر نہ کسی کو شوگر نہ بلڈ پریشر، نہ ہی معدے کی تکلیف بلکہ دستر خوان پر جو کھانا کھایا جاتا اس میں اس قدر لذّت اس قدر چاہت جی چاہتا کھانا ہی چلا جائے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد نمازظہر کی تیّاری شروع ہوئی اذان ہوئی سُنّتیں ادا کیں۔ جماعت کے ساتھ سینکڑوں مجاہدین کی معیت میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد فضائل اعمال پڑھی جاتی ہے۔ تمام مجاہدین ہمہ تن گوش ہوکر فضائل اعمال کو سُنتے ہیں۔ کمانڈر اجمل صاحب نے مہمان علماء کرام کو مہمان خانہ میں بٹھایا چائے سے تواضع کی۔ کمانڈر حیدر فاروقی صاحب فرمانے لگے۔ اگر آپ کو خواہش ہو اسلحہ چلانے یا سیکھنے کی تو اس کا انتظام بھی ہے۔ میں اس کو اپنے لیے سعادت مندی سمجھتا ہوں۔ عصر تک اسلحہ سیکھنے سکھانے چلانے کا سلسلہ جاری رہا عصر کی اذان ہوئی نماز کی تیّاری کی جماعت سے نماز ادا کی گئی۔ نماز کے فوراً بعد کمانڈر اجمل صاحب نے راقم الحروف سے فرمایا کہ مجاہدین سے کچھ بیان فرمائیں۔ اکابر علماء کرام کے سامنے مجھ جیسے ناکارہ انسان کا بیان کرنا امتحان سے کم نہ تھا۔ میں مسلسل انکار کرتا رہا اور کمانڈر صاحب اصرار فرماتے رہے۔ ان کا اصرار میرے انکار پر غالب رہا۔ چند باتیں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں مجاہدین کی خدمت میں عرض کیں۔ اس کے بعد پھر اسلحہ چلانے کا سلسلہ مغرب تک جاری رہا۔ مغرب کی اذان ہوئی۔ جماعت سے نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ محمود میاں صاحب نے قرآن وسُنّت کی روشنی میں جہاد برکاتِ جہاد پر عمدہ انداز میں بیان فرمایا۔ دُعا ہوئی۔ دُعا کے بعد تمام مجاہدین جو سینکڑوں کی تعداد میں یہاں (معسکر) میں آئے ہوئے تھے۔ برائے ٹریننگ جہاد ان کو اور مہمان علماء کرام کو کھانا کھلایا۔ عشاء کی نماز کے بعد حیات صحابہ سے چند واقعات سُنائے گئے جن کا تعلّق جہاد سے تھا۔ علماء کرام کو کمانڈر اجمل صاحب آرام گاہ کی طرف لے گئے اور مجاہدین اپنے اپنے اساتذہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے فرائض سرانجام دینے لگے۔

تمام علماء کرام نے آرام کیا۔ صُبح تقریباً ساڑھے چار بجے میرے کانوں میں دھیمی دھیمی آواز چلنے پھرنے اور بولنے کی آنے لگی چونکہ لائٹ جل رہی تھی۔ میں نے متجسّس نگاہوں سے دیکھا۔ محافظ مجاہدین اپنی اپنی ڈیوٹی پر موجود ہیں اور دیگر حضرات جن کے ہاتھوں میں مسواکیں تھیں۔ وضو خانے کی طرف جا رہے ہیں۔ کچھ ہی دیر بعد ایک مجاہد ہاتھ میں چھڑی لیے زبان پر یہ جملے نہایت عمدہ انداز سے ادا کر رہے تھے۔

اُٹھیے تہجّد کی تیّاری کیجیے یہ آواز بلا امتیاز سب کے لیے لگا رہے تھے۔ ہر کیمپ تک یہ صدا بلند کرتے جا رہے تھے ________ بڑی تاکید کے ساتھ نماز تہجّد کی طرف بُلایا جارہا تھا۔ جب ہم اپنے گھروں میں ہوتے ہیں اس وقت اُٹھایا جائے تو ہماری کیا کیفیت ہوتی ہے۔ بعض اوقات تلخی اور شدّت دیکھنے میں آتی ہے، لیکن حیران کن بات ہے کہ محمود غزنوی معسکر میں عجیب منظر دیکھا راقم سمیت تمام مہمان علماء کرام و مجاہدین مسجد کی طرف رواں دواں جب بندہ مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہے کہ مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی ہے جو تہجّد سے فارغ ہوئے وہ تلاوت میں مصروف و مشغول اپنے اپنے اوراد کر رہے ہیں۔ تہجّد کا وقت ختم ہوتے ہی ایک مجاہد کمانڈر اجمل صاحب نے زمین پر زور سے ہاتھ مارا تو سنّاٹا چھا گیا ایک مجاہد کو اذان کا اشارہ کیا۔ مجاہد نے درد بھری آواز میں اذان دی اذان کے بعد سُنّتیں ادا کیں۔ سُنّتوں کی ادائیگی کے بعد اوراد و تلاوت کا سلسلہ پھر سے جاری رہا جماعت کھڑے ہونے تک پھر کمانڈر اجمل صاحب نے راقم سے فرمایا کہ نماز آپ پڑھائیں ٹھیک چھ بجے نماز ادا کی گئی۔ پھر کمانڈر صاحب فرمانے لگے اب درس بھی آپ نے دینا ہے میں نے انکار کیا اور ساتھ ہی تجویز پیش کی کہ ہمارے وفد میں ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ مولانا بشیر احمد صاحب ٹل حمزہ والے اس وقت انہی کا درس ہونا چاہیے۔ میری تجویز سے اتّفاق کرتے ہوئے مولانا موصوف کو دعوت دی گئی۔ مولانا موصوف نے نہایت سادہ انداز میں فرضیت جہاد، اہمیّت جہاد، برکات جہاد، فضائل جہاد، شہادت کا مزہ شہید کا مقام اس انداز سے بیان فرمایا کہ مجاہدین کی تربیت بھی ہوئی اور تعلیم بھی۔ پتہ چلا کہ جس عظیم مقصد کی خاطر ہم یہاں آتے ہیں اس کی یہ برکات ہیں۔ بیان ختم ہوا۔ دُعا ہوئی۔ ناشتہ کے لیے بُلایا گیا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد اب کانفرنس میں جانے کی تیّاریاں شروع ہوئیں۔ مہمان علماء کرام کو تقریباً ساڑھے دس بجے معسکر سے کانفرنس گراؤنڈ کی طرف لے جایا گیا۔ علماء کرام کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اسٹیج نہایت سادہ مختصر اور اسٹیج کے ساتھ کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ عوام النّاس نہایت ہی دل جمعی کے ساتھ مجاہدین کی تقاریر سُنتے رہے۔ فضا میں نعرۂ تکبیر کی بلند صدائیں لگ رہی تھیں۔ ایمان افروز واقعات بیان ہوتے رہے۔ پہلی نشست ایک بجے اختتام کو پہنچی، نماز کا اعلان ہوا تمام پنڈال خالی ہوگیا۔ گراؤنڈ کے قریب ہی ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی گئی۔ دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام کے بعد کمانڈر اجمل اور کمانڈر معاویہ نے مل کر جہادی ترانہ پڑھا۔ تقاریر کا سلسلہ پھر سے

شروع ہُوا، مقبوضہ کشمیر سے نظام الدّین صاحب اور مفتی عبدالشکور صاحب آئے ہُوئے مجاہد عالم کمانڈر خالد ارشاد ٹوانہ اور عظیم کمانڈر نہایت عاجز پُرخلوص نوجوان جناب قاری ضرار صاحب نے بیان فرمایا اس دوسری اور آخری نشست کے آخری مقرر تھے۔ حضرت مولانا مفتی ؒولیس خان صاحب کے صاحبزادے مفتی اولیس خان جو کہ حرکۃ الانصار کے امیر ہیں۔ اُنھوں نے فضیلت جہاد، مجاہدین کے کارنامے۔ فوائد جہاد اور مجموعی طور پر اُمّت مسلمہ کی بے حسی اور حرکۃ الجہاد الاسلامی کے موقف کو کمالِ تفصیل سے بیان کیا۔ کمانڈر حیدر فاروقی صاحب نے پُرجوش انداز میں نعرے لگوائے، سرزمین کوٹلی اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھی اور اعلان کیا کہ اب حربی جنگی، مظاہرہ ہوگا۔ حربی مظاہرے کے لیے کوئی مانگے ہُوئے یا کرائے کے نکھٹو قسم کے لوگ نہ تھے، بلکہ حرکۃ الجہاد الاسلامی کے معسکر محمود غزنوی کے تربیت یافتہ تھے جن کی سرپرستی نگرانی اور قیادت اور تربیت فرما رہے ہیں۔ جناب استاذ ابورافع جو کہ حرکۃ الجہاد الاسلامی میں آنے سے پہلے آزاد منش انسان تھے۔ ڈراموں میں شرکت کرتے۔ اسٹیج اور ٹی وی، ڈراموں میں آرٹسٹ کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ اللہ تیری شان پہ قربان جائیں۔ جذبہ جہاد نے دل کی دُنیا بدل دی۔ ہدایت کے راستے کھلنے لگے۔ کامیابیاں قدم چومنے لگیں۔ اور فیصلہ کرلیا کہ اب مجاہد کی حیثیت سے زندگی بسر کرنی ہے۔ محمود غزنوی معسکر میں تیّاری شروع کی اور خُوب جی بھر کر مجاہدین کی تربیت کی آج کوٹلی میدان میں کوٹلی کے رہنے والے شمع محمدیؐ کے پروانے اُستاد ابورافع کے شاگردوں کے جنگی مظاہرے دیکھنے کے لیے بے چین و بے تاب ہیں۔ اسٹیج سے اعلان ہوتا ہے اُستاد ابورافع اسٹیج پر نمودار ہوتے ہیں۔ مائیک پر آکر حربی مظاہرہ کی مختصر سی کارروائی پیش کرتے ہیں، اور مظاہرہ کرنے کے لیے مجاہدین کو میدان میں بلا رہے ہیں اور اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ جوڈو کراٹے تلوار چلانا، مدّمقابل سے اپنا دفاع کرنا، نیزہ بازی، گتکہ بازی اور بہت سے وہ جنگی مظاہرے ہُوئے جو بین الاقوامی طور پر مشہور ترین ہیں جن سے آگاہ ہونا بحیثیت مسلمان ہونے کے بہت ضروری ہے وہ تمام مظاہرے اُستاد ابورافع نے کروائے حتیٰ کہ ہم سُنا کرتے تھے اپنے بچپن میں اور راقم الحروف اب تک سُنتا رہا کہ جیپ بدن کے اُوپر سے گزاری جاتی ہے سُنتے تھے، لیکن دیکھا نہیں تھا۔ اس موقع پر جہاں اور بہت سے مظاہرے ہُوئے وہاں کسی آدمی کے اُوپر سے جیپ گزارنے کا مظاہرہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ صرف راقم کی بات نہیں بلکہ بہت سے علماء نے دیکھا۔ مجاہدین نے دیکھا۔ کوٹلی کے رہنے والے لوگوں نے دیکھا۔ ان مظاہروں کے دوران عوام نے تکبیر اللہ اکبر کے نعرے لگاکر مظاہرین کی حوصلہ افزائی کی اور جی بھر کر داد دی آخر میں دُعا کے

لیے جس شخصیّت کو بُلایا گیا دعوت دی گئی وہ میرے اُستاذ مکرّم کے صاحبزادے حضرت مولانا صاحبزادہ محمود میاں صاحب اسٹیج پر تشریف لے آئے۔ دُعا سے پہلے جہاد کی نسبت سے کنز العمال کے حوالے سے ایک صحابی رسولؐ کا واقعہ بیان کیا۔ اس دوران ایسی کیفیّت پیدا ہوئی کہ تمام حاضرین مجلس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ پُورے اجتماع میں رقّت کی سی کیفیّت پیدا ہوگئی ـــــــ پھر مختصر اور جامع دُعا کروائی۔ یُوں کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہُوئی۔ دُعا کے بعد تمام علماء کرام کو حرکۃ کے دفتر میں پہنچایا گیا۔ عصر کی نماز ادا کی۔ مغرب سے کچھ دیر پہلے کھانا کھایا۔ مغرب کی نماز کے بعد عُلماء کے مجاہدین کے ساتھ مختلف اُمور پر تبادلہ خیالات ہوتے رہے۔ عشاء کی نماز کے بعد لاہور واپسی کے لیے پروگرام طے کیا۔ مولانا یعقوب صاحب نے گاڑی کا انتظام کیا۔ کوٹلی سے یہ قافلہ میرپور پہنچا۔ جب کوٹلی سے چلے تھے۔ آسمان پر بادل نمودار ہورہے تھے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ رات کو تقریباً ایک بجے میرپور پہنچے۔ کوشش کی کہ لاہور کے لیے گاڑی مل جائے، لیکن کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ بادل نخواستہ رات میرپور دفتر میں ہی رہے۔

مولانا یعقوب صاحب عزیزم مولوی عبدالوحید صاحب نے رات جاگ کر گزاری۔ صبح چار بجے یہ دونوں حضرات گاڑی کے لیے نکلے۔ اس دوران بارش بھی ہوتی رہی۔ تمام عُلماء و مجاہدین نے دفتر میں ہی نماز فجر ادا کی۔ تقریباً چھ بجے گاڑی دفتر کے سامنے آن رُکی اور چھ بجے میرپور سے لاہور کے لیے روانہ ہُوئے سوا دس بجے لاہور پہنچے الحمدللہ یہ سفر اس طرح نہایت خیریت کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

نوٹ: اس سفر کے دوران ضلع کوٹلی میں ایک بات دیکھی کہ سڑک پر جہاں میلوں کے لیے نشانات لگائے گئے ہیں، وہاں قبلہ کا رُخ بھی متعیّن کیا گیا ہے تیر کے نشان سے تاکہ مسافروں کو مشکلات پیش نہ آئیں نمازوں کے لیے۔

معسکر محمود غزنوی میں روحانیت دیکھی، رحمتوں اور برکتوں کے آثار دیکھے۔ عالم حافظ قاری فاضل کمانڈر مجاہد دیکھے با اخلاق باکردار نوجوان دیکھے۔ اللہ کے پیارے دیکھے۔ جذبہ جہاد سے سب کے سب سرشار دیکھے۔ نصرۃ خداوندی کے آثار دیکھے۔ شہادت کی تمنّا کرنے والے مجاہد پروانے دیکھے۔ کیا عرض کروں نیکیاں دیکھیں اوراد دیکھے اچھے اشخاص دیکھے۔ ہر طرف اللہ ہی اللہ کرنے والے دیکھے۔ صاف شفاف پانی دیکھا۔ سرسبز و شاداب جنگلات دیکھے۔ سامان حرب (جنگ) دیکھا تربیت کے آلات دیکھے، اللہ کی مدد دیکھی، خلوص دیکھا، ایثار دیکھا۔ مقاصد کے لیے عہد و پیمان دیکھا۔ یہ چند ٹُوٹے پھوٹے الفاظ آپ کے

(بقیہ بر صـ ۶۲)

محترم الحاج سید امین گیلانی

غزل

چمن میں آئے گی فصلِ بہاراں، تم سمجھتے ہو؟ — مگر جب دینگے ہم خونِ رگِ جاں تم سمجھتے ہو؟
یہ کہہ کر ایسے دیوانوں کی آزادی سے خطرہ ہے — کیا ہے کس نے مجھ کو پا بہ جولاں تم سمجھتے ہو
خدا کا نام لے کر جب بھی نکلے کامراں لوٹے — جنہیں بے بال و پر، بے ساز و ساماں تم سمجھتے ہو
میری حالت پہ پھر بھی ہنس رہے ہو دیکھنے والو — دریدہ کیوں ہیں، دامان و گریباں تم سمجھتے ہو
کوئی درویشِ خرقہ پوش اٹھے گا ضرور اک دن — جو توڑے گا غرورِ کجکلاہاں تم سمجھتے ہو
یہ دانشمند ہیں جتنے بھی، سازش کرکے دیوانو — کریں گے بستیاں، برباد و ویراں تم سمجھتے ہو
ہمیں دُنیا نے جو بدلہ دیا ہے، ہم سمجھتے ہیں — کیے ہیں ہم نے جو دُنیا پہ احساں تم سمجھتے ہو
وہی لالچ کے بندے گلفروشی جنکی عادت ہے — چمن میں پھر رہے ہیں گُل بداماں تم سمجھتے ہو
مصیبت میں بھی انساں کی، جو کام آتا نہیں انساں — مجھے حیرت ہے، اس انساں کو انساں تم سمجھتے ہو
بہت افسردگی چھا جائیگی، پھولوں پہ اے مالی — اگر بدلا نہ دستورِ گلستاں تم سمجھتے ہو
غمِ جاناں کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتا — غمِ دُنیا ہو، یا ہو وہ غمِ جاں تم سمجھتے ہو

امینؔ اب جاں ہی دے کر بچے گی آبرو اپنی
اسی صورت، یہ مشکل ہو گی آساں تم سمجھتے ہو

سوادِ تحریر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فاضل دیوبند جناب مولانا ڈاکٹر عبدالدیان صاحب مدظلہم سابق پروفیسر پشاور یونیورسٹی جولائی میں لاہور تشریف لائے حسب عادت جامعہ میں بھی تشریف لاتے رہے۔ بہت بہت دیراُن کے ساتھ نشست رہی موصوف کو اکابر دیوبند سے والہانہ عقیدت ہے خاص طور پر حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ سے تو بہت ہی گہرا تعلّق ہے اسی نسبت سے حضرت بانیٔ جامعہ قدس سرہ العزیز سے تعلّقِ محبّت رکھتے ہیں بعدہٗ اس تعلّق کو اَب تک قائم رکھے ہُوئے ہیں اور جب بھی لاہور تشریف لاتے ہیں تو ان کی روایتی کرم فرمائی سے ہم مستفید ہوتے ہیں فجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا۔ اب کی بار تشریف لائے تو اکابر کے بہت سے خطوط بھی ہمراہ لائے ان میں روایت حدیث کا اجازت نامہ بھی تھا جو انتہائی مدہم ہونے کی وجہ سے طباعت کے قابل نہیں ہے۔ زیرِنظر عکس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ کے اپنے دستِ مبارک سے لکھے ہُوئے خطوط ہیں (مدیر)

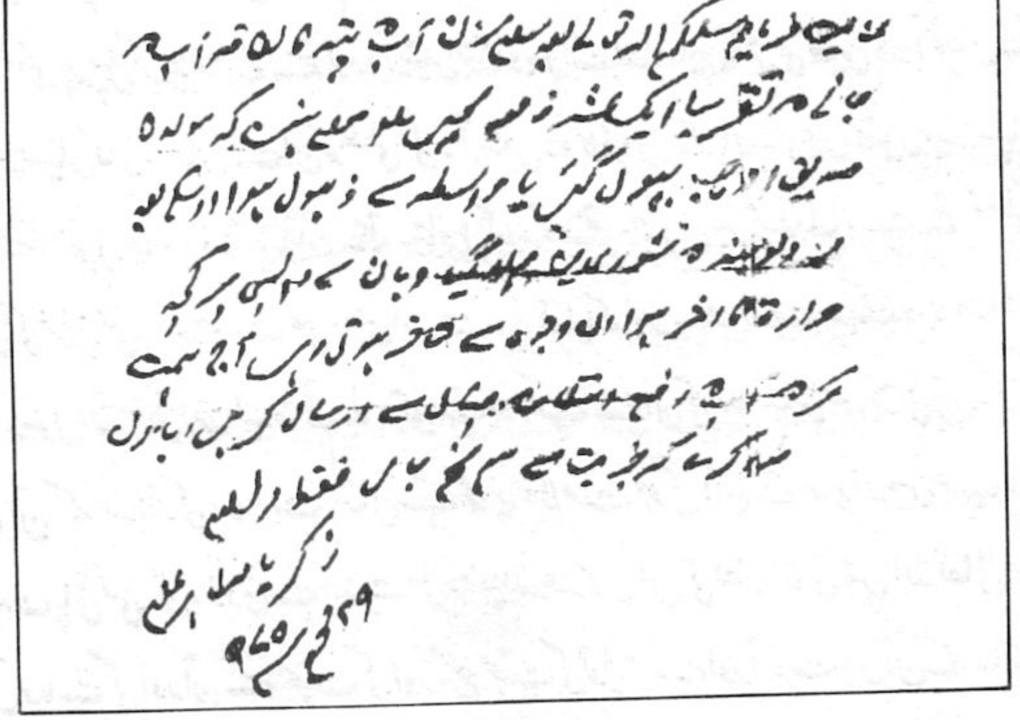
[illegible] السلام علیکم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
فقط والسلام
زکریا مظاہر علوم
۲۹ محرم ۷۵ھ

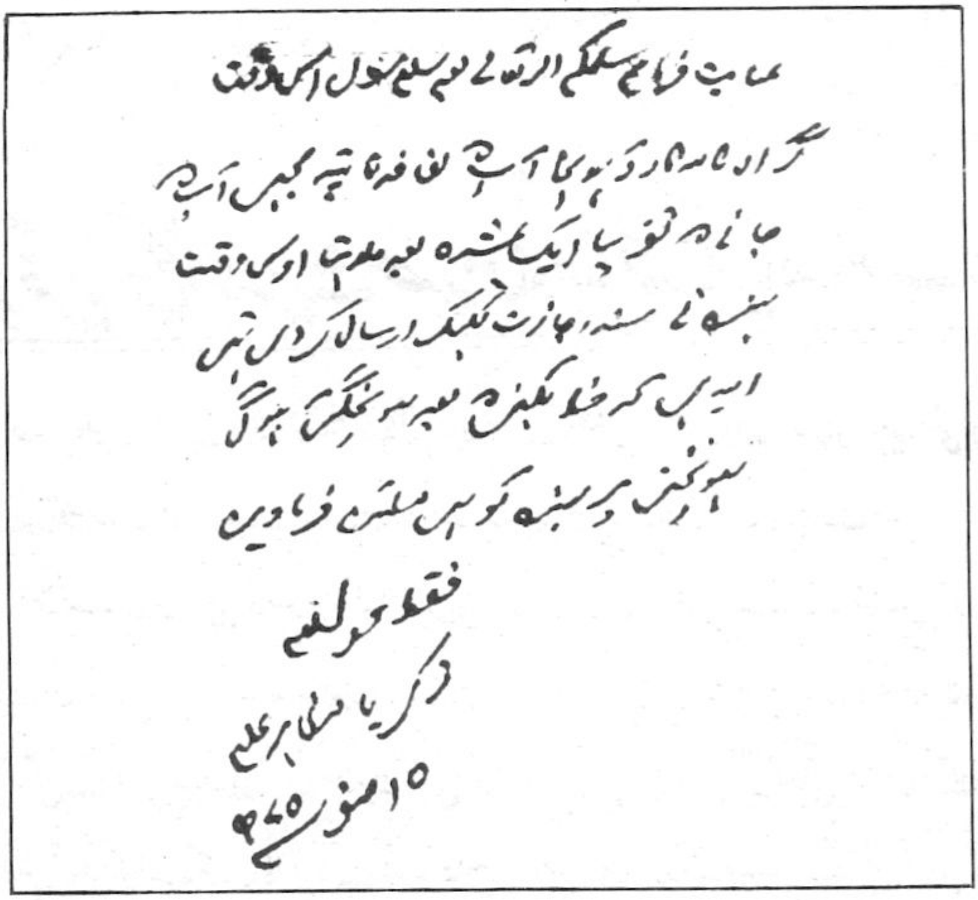
[illegible]

جا رہے تھے تو [illegible] ایک عشرہ بعد ملاقات اور اس وقت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فقط والسلام

زکریا مظاہر علوم

۱۵ [illegible] ۹۵ھ

بقیہ : درسِ حدیث

چنانچہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو تو یہ کہتے تھے مسلمان اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چھ سال کے بعد ٹھیک نہ رہے تھے وہ مُسلمان نہ رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مُسلمان نہ رہے۔ حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص ان سب کو یہ کہتے تھے کہ انھوں نے گناہ کیے ہیں اور گناہ کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بھی اسلام سے خارج ہو گئے تھے۔ یہ ان لوگوں نے اپنے آپ عقیدے بنا لیے اور پھر اسی پر چل کر یہ لڑتے تھے تو وہ آیتیں جو کافروں کے بارے میں اُتری تھیں وہ اُنھوں نے مُسلمانوں پر لگائیں، چسپاں کیں، یہاں سے اُن کو غلطی لگی۔ آیتیں وہ کافروں کے بارے میں تھیں، یہ چسپاں کرتے تھے اُن کو مُسلمانوں پر وہ مُؤَوِّلِیْن تھے۔ تاویل کرتے تھے۔ تاویل میں خطا کھا رہے تھے۔ غلطی کر رہے تھے۔ یہ اُن کی خرابی تھی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے نفرت رکھنے والا منافق ہی ہوگا یہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا ہے اور آپ نے اُن کی علامتیں بھی بتائی ہیں۔ کیفیات بھی بتائی ہیں اُن کے سردار کی علامت بتائی ہے کہ یہ علامت ہوگی اُن کے سردار میں جب وہ مارا گیا وہ علامت پائی گئی۔ تو یہ ذوق ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اُن کی فضیلتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کی فضیلتوں کو ماننے کی اور اُن سے محبّت کی اور صحیح محبّت کی توفیق دے اور آخرت میں اُن کے ساتھ محشور فرمائے۔

وَفَیَات

جناب طارق قریشی صاحب جو جمعیت کے مرکزی دفتر میں عرصہ دراز سے بطورِ آفس سیکریٹری خدمات انجام دے رہے تھے۔ ۳۰ ردسمبر کو اچانک عارضہ قلب کی وجہ سے وفات پا گئے۔ اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم بہت ہی ذمّہ دار مزاج کے آدمی تھے۔ جامعہ اور اہلِ جامعہ سے دِلی لگاؤ رکھتے تھے۔ ہر وقت جامعہ کے لیے مفید مشورے دیتے رہتے تھے۔ دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خطاؤں سے دَرگزر فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

جناب عبد الحمید اور عبد العزیز بٹ صاحبان کی والدۂ محترمہ گزشتہ ماہ ۱۷ر رمضان المبارک کو وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہ وِانّا الیہ راجعون۔ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا کی تھی۔ خاندان کی بزرگ دُعا گو خاتون تھیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی خطاؤں کو معاف فرما کر بلند درجات نصیب فرمائے اور بٹ صاحبان اور اُن کے دیگر برادران جناب صدّیق بٹ اور سعید بٹ صاحب اور تمام اہلِ خاندان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ادارہ ان سب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

۲۲ رمضان المبارک جامعہ کے محاسب جناب منشی عبد الرؤف صاحب کی والدہ صاحبہ داعیٔ اجل کو لبّیک کہہ گئیں۔ نیز جامعہ کے مخلص جناب حافظ اطہر عزیز کے ماموں بھی اسی تاریخ کو وفات پا گئے۔ اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر کروٹ کروٹ راحت اور سکون نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ میں ایصالِ ثواب کرایا گیا۔ قارئین کرام سے بھی دُعاءِ مغفرت کی درخواست کی جاتی ہے۔

قدیم دستاویز

امریکی سائنسدانوں نے دمشق کے نزدیک آثار قدیمہ سے برآمد ہونے والی ایک قدیم مذہبی دستاویز کے مطالعہ کے بعد انکشاف کیا ہے کہ دُنیا ۲۰۰۰ء میں ختم ہوجائے گی۔ یہ دستاویز دُنیا کی قدیم ترین شمار ہوتی ہے اس میں لکھا ہے کہ ۲۰۰۰ء میں آسمان سے ایک سیارہ زمین کے قریب سے گزرے گا جس کے بعد کرہ ارض پر تباہی برپا ہوجائے گی۔ دستاویز کا معائنہ کرنے والے ایک امریکی ماہر علم نجوم روڈنی سلٹن نے کہا ہے کہ دستاویز کے مطابق کوئی سیّارہ زمین سے نہیں ٹکرائے گا بلکہ یہ زمین کے بالکل نزدیک سے گزرے گا جس کے نتیجہ میں کرہٗ ارض کا خلاء میں توازن بگڑ جائے گا اور یہ سورج کی طرف چل پڑے گا۔ روڈنی سلٹن نے کہا ہے کہ اس دستاویز کے بارے میں نہ صرف امریکہ بلکہ یورپ کی دیگر اقوام کو بھی علم ہے اور وہ اس حادثے سے بچنے کے طریقے ڈھونڈ رہے ہیں ان میں سے ایک تجویز یہ بھی ہے کہ زمین کی طرف بڑھنے والے سیّارے کو راستے میں ہی روک دیا جائے یا اُس کا رُخ بدل دیا جائے۔ اس سیّارے کو سائنسدانوں نے دار مرووڈ کا نام دیا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ ایمرجنسی نوعیت کا ہے، لیکن سائنسدانوں نے اسے خُفیہ رکھا ہے تاکہ دُنیا میں افراتفری نہ پھیل جائے۔ امریکن، جرمن، رُوسی اور برطانوی سائنسدانوں نے یہ سیّارہ نظام شمسی کے آخری کنارے پر دریافت کیا تھا اور وہ گزشتہ چار سال سے اس کا تعاقب کر رہے ہیں اب تک جو اندازے لگائے گئے ہیں اُن کے مطابق یہ زمین سے پانچ گُنا بڑا ہے اور زمین سے اڑھائی کروڑ میل کے فاصلے سے گزرے گا۔ یہ فاصلہ مریخ سے نصف کے قریب بنتا ہے، لیکن ماہرین علم فلکیات کی نظروں میں یہ فاصلہ ایسا ہی ہے جیسے آپ ہاتھ سے پتھر پھینکیں اور وہ صحیح نشانے پر لگ جائے۔ اس فاصلے سے بھی یہ چاند کی طرح چمکتا ہُوا دکھائی دے گا، لیکن یہ زمین پر قیامت برپا کر دے گا، کیونکہ اس سے زمین پر مقناطیسی طوفان اُٹھیں گے۔ کشش ثقل بڑھ جائے گی، زلزلے آئیں گے اور آتش فشاں پھٹ پڑیں گے۔ اس سیّارے سے نکلنے والی روشنی اتنی زیادہ ہوگی کہ اس کی حرارت سے پہاڑوں کی برف

پگھل جائے گی اور زمین پر سیلاب اور طوفان آجائیں گے۔ آخر میں زمین اپنے مدار سے بھٹک جائے گی اور سورج کی طرف کھینچی چلی جائے گی اس وقت تک کرۂ ارض پر کوئی زندہ باقی نہیں بچے گا اور اس کی شکل چاند کی طرح ہوجائے گی۔ امریکی اور رُوسی سائنسدان ایک مشترکہ منصوبے کے تحت ایک ایسا نظام دریافت کرنے کی کوشش کررہے جس سے اس سیّارے پر میزائل گراکر اس کا رُخ تبدیل کردیا جائے۔ یا اسے واپس خلا کی طرف دھکیل دیا جائے۔ سائنسدان ایک ایسا میزائل تیار کررہے ہیں جس کی طاقت اتنی زیادہ ہوگی کہ اگر رُوئے زمین پر موجود تمام ایٹم بموں کو جمع کرلیا جائے تو پھر بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ میزائل کو داغنے کے لیے چاند کا انتخاب کیا گیا ہے جہاں زمین سے بھیجے گئے میزائل کے حصّے جوڑے جائیں گے۔ چاند سے میزائل داغنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ زمین کی کشش ثقل اسے اپنی طرف نہیں کھینچ سکے گی۔ دریں اثناء معلوم ہوا ہے کہ دمشق سے ملنے والی دستاویز چار سال قبل امریکی ماہرین آثار قدیمہ کو ملی تھیں یہ قدیم ترین زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ دمشق کا شمار دُنیا کے قدیم ترین شہروں میں ہوتا ہے یہ دستاویز پانچ ہزار سال پُرانی ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ بڑی کوشش اور تگ و دو کے بعد اس زبان کو سمجھنے کے قابل ہوسکے اس کو سمجھنے میں سب سے زیادہ کردار ڈاکٹر اولنے کا ہے جو قدیم تہذیب کے ماہر شمار ہوتے ہیں اُنھیں قدیم بائبل کو پڑھنے کا بھی اعزاز حاصل ہے اس دستاویز میں زمین پر تباہی کا جو عرصہ بتایا گیا ہے وہ ۲۰۰۰ء ہی بنتا ہے۔ (ماخوذ از سنڈے میگزین جنگ، ۷ دسمبر ۱۹۹۷ء)

بقیہ: چیف آف آرمی سٹاف کا بیان

اسلامی ممالک ایران، لیبیا اور سوڈان، امریکہ کے بغیر اور اس کی مخالفت کے باوجود زندہ نہیں ہیں؟ کیا طاقت یا رقبہ اور وسائل کے لحاظ سے ہم ان ممالک سے کم ہیں۔

آئیے! ہم سب مل کر عہد کریں کہ پاکستان کے چپّے چپّے کی حفاظت کریں گے اور اُسے ایک خوبصورت دفاعی لحاظ سے مستحکم اور عالم اسلام کا مضبوط قلعہ بنا کر دم لیں گے۔ انشاء اللہ۔

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا حیرت انگیز کمال

مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی نے اپنے تعزیتی مضمون میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) کے اوصاف و کمالات تحریر فرماتے ہوئے آپ کا ایک حیرت انگیز کمال ذکر کیا ہے۔ جی چاہا کہ قارئینِ "انوارِ مدینہ" کے گوش گزار کیا جائے ۔

مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

"اسی دوران حضرت مفتیؒ صاحب کا یہ حیرت انگیز کمال بھی علم میں آیا کہ اُن کے انگوٹھے کا کئی انچ گہرا آپریشن اس طرح ہوا کہ مفتی صاحبؒ نے بیہوش یا سُن کرنے والی دوا استعمال کرنے سے انکار کر دیا تھا ، ڈاکٹروں نے اصرار بھی کیا کہ یہ خاصا طویل آپریشن ہے اور سُن کیے بغیر سخت تکلیف ہوگی ، لیکن مفتی صاحبؒ نہ مانے ، اور بالآخر سُن کیے بغیر ہی یہ آپریشن کیا گیا۔ اُن کے خصوصی معالج (غالباً کرنل مرتضیٰ صاحب) ایک مرتبہ میرے سامنے موجود تھے۔ انھوں نے بتایا کہ " مفتی صاحب کی قوتِ برداشت حیرت انگیز ہے اور میں نے اس سے پہلے ایسا آپریشن کرانے والا نہیں دیکھا " احقر نے مفتی صاحبؒ سے حیرت کے ساتھ اس کی وجہ پوچھی تو شروع میں طرح دے گئے ، لیکن پھر فرمایا کہ " اگرچہ ضرورۃً نشہ آور دوا کا استعمال جائز ہے ، لیکن میں نے سوچا کہ اس سے جتنا بچ سکوں بچ جاؤں " احقر سوچ رہا تھا کہ احتیاط و تقوٰی کا یہ مقام اس دَور میں خال خال ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔ احقر نے اس

موقع پر حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہٗ کا حوالہ دیا کہ اُنھوں نے سُن کرائے بغیر اپنی پوری ٹانگ ران پر سے کٹوالی تھی ۔ ان کے بارے میں سُنا ہے کہ وہ سرجن کو آپریشن کی اجازت دے کر ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے تھے، اس طرح آپریشن کا پورا وقت گزر گیا اور وہ اطمینان کے ساتھ اپنے ذکر میں محو رہے ۔ احقر نے حضرت مفتی محمودؒ صاحب سے عرض کیا کہ "کیا آپ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا" ہنس کر فرمانے لگے : "نہیں بھائی، یہ تو بڑوں کی باتیں ہیں ، ہمارا یہ مقام کہاں ؟" [1]

حضرت مفتی محمود صاحبؒ اور حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ کے واقعات درحقیقت ہمارے اسلاف کے واقعات کا تسلسل ہیں ۔ تاریخ نے بہت سے صحابۂ کرام کے ایسے واقعات اپنے دامن میں محفوظ رکھے ہیں ۔ اِس موقع پر حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کا اِسی نوعیّت کا ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے ۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں ۔

"حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ کا تو قصّہ مشہور ہے کہ جب لڑائی میں ان کے تیر لگ جاتے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے ، چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا ، لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی نہ نکل سکا ۔ آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے ۔ آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدہ میں گئے تو اُن لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا ، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا فرمایا : کیا تم تیر نکالنے کے واسطے آئے ہو ، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی ۔" [2]

عُلماءِ دیوبند کی خصوصیّت

حضرت مفتی محمود صاحبؒ کے تذکرہ میں مولانا تقی عثمانی صاحب مزید تحریر فرماتے ہیں ۔

" اسی زمانے کی ایک بات اور یاد آئی ، حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے درمیان جو

---

[1] نقوشِ رفتگاں ص ۱۴۲ [2] فضائل نماز ص ۹۳ طبع مکتبہ مدنیہ لاہور

سیاسی اختلاف رہا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، لیکن اسی ہسپتال میں ایک روز گفتگو کے دوران حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا" مولانا احتشام الحق صاحب سے ہمیں سیاسی معاملات میں بہت اختلاف رہا ہے لیکن ان کی اس بات کی ہمیشہ قدر رہی ہے کہ اُنھوں نے کبھی کسی رعب یا لالچ میں آکر دینی مسائل کے بارے میں کوئی مصالحت نہیں کی اور کسی حکومت کے ساتھ ان کا خواہ کتنا اشتراکِ عمل رہا ہو، لیکن جب کبھی کسی دینی مسئلے کا سوال آیا، اُنھوں نے کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ عائلی کمیشن میں وہ تنِ تنہا تھے، لیکن اُنھوں نے وہ اختلافی نوٹ لکھا جو مشہور و معروف ہے" اور پھر فرمایا کہ" الحمد للہ، علماء دیوبند کی یہ خصوصیت ہے کہ دینی مسائل کے معاملے میں وہ پختہ ہوتے ہیں"۔ ؎۱

مندرجہ بالا واقعہ پڑھ کر راقم الحروف کو حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ (م ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء) کے اسی قسم کے واقعات یاد آگئے۔ یہ واقعات مولانا موصوف نے حضرت بنوریؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرمائے ہیں قارئین اُنھی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب صدر: اِن مقرّر صاحب کو لگام دیجیے

" مولانا کا خاص مزاج تھا کہ وہ جمہور علمائے سلف کے خلاف کسی نظریے کو خاموشی سے برداشت نہ کرسکتے تھے۔ عام مجلسوں میں بھی ان کا یہی رنگ تھا کہ غلط بات پر بروقت تنقید کرکے حق گوئی کا فریضہ نقد ادا کردیتے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں جب ادارۂ تحقیقات اسلامی کی طرف سے ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی (جس کا اہتمام ادارہ تحقیقات کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے کیا تھا) تو اس کے پہلے ہی اجلاس میں ایک مقرّر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اوّلیات کو غلط انداز میں پیش کرکے متجدّدین کے آزاد اجتہاد کے لیے گنجائش پیدا کرنی چاہی اور اس کے لیے انداز بھی ایسا اختیار کیا کہ جیسے قوّتِ اجتہادیہ میں حضرت عمرؓ

؎۱ نقوشِ رفتگاں ص۱۴۲

کے اور ہمارے درمیان کوئی خاص فرق نہیں۔ اس محفل میں عالمِ اسلام کے معروف اور جید عُلماء موجود تھے، لیکن اس موقع پر بھرے مجمع میں جن صاحب کی آواز سب سے پہلے گونجی، وہ حضرت مولانا بنوریؒ تھے، اُنھوں نے مقرر کی تقریر کے دوران ہی صدرِ محفل مفتی اعظم فلسطین مرحوم سے خطاب کرکے فرمایا۔

سیّدی الرئیس! اَرْجُوْکُمْ اَنْ تُلْجِمُوْا هٰذَا الْخَطِیْبَ، اَرْجُوْکُمْ اَنْ تُلْجِمُوْهُ مَاذا یَقُوْلُ؟

جنابِ صدر! اِن مقرّر صاحب کو لگام دیجیے، براہِ کرم ان کو لگام دیجیے یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

اُن کے یہ بلیغ الفاظ آج بھی کانوں میں گُونج رہے ہیں۔

مولانا کی رگ وپے میں اس بات کا یقین و اعتقاد پیوست تھا کہ اکابرِ عُلماء دیوبند اس دَور میں "مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ" کی عملی تفسیر تھے اور اُن کا فہم دین اس دَور میں خیر القرون کے مزاج و مذاق سے سب سے زیادہ قریب تھا، وہ چاہتے تھے کہ اکابر دیوبند کے افکار اور ان کے علمی و دینی کارناموں کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے، چنانچہ جب مولاناؒ ایک طویل عرصے کے لیے پہلی بار حجاز اور مصر و شام کے سفر پر تشریف لے گئے تو وہاں قیام کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ عُلماء دیوبند کی خدمات اور ان کی علمی تحقیقات سے عالم عرب کو روشناس کرایا جائے، چنانچہ مولاناؒ نے علماء دیوبند اور ان کی علمی و عملی خدمات پر مفصّل مضامین لکھے جو وہاں کے صفِ اوّل کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے اور ان کے ذریعے مصر و شام کے چوٹی کے عُلماء مولانا بنوریؒ سے قریب آگئے۔ مولاناؒ نے انھیں مختلف صحبتوں میں اکابرِ دیوبند سے متعارف کرایا اور کم از کم عُلماء کی حد تک مصر و شام میں عُلماء دیوبند کے کارنامے اجنبی نہیں رہے۔"[1]

---

[1] نقوشِ رفتگاں ص۹۰

مولانا آپ ہندوستانی عالم نہیں بلکہ فرشتے ہیں

"اسی دوران ایک مشہور عربی رسالے کے دفتر میں مولانا کی ملاقات علامہ جوہُر طنطاوی مرحوم سے ہوگئی، جنکی "تفسیر الجواہر" اپنی نوعیت کی منفرد تفسیر ہے۔ بعض لوگوں نے تو امام رازی کی تفسیر کبیر پر یہ فقرہ چست کیا ہے کہ فِیْہِ کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا التَّفْسِیْرُ" (یعنی اس میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے) لیکن واقعہ یہ ہے کہ تفسیر کبیر کے بارے میں یہ جملہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ہاں اگر موجودہ دَور میں کسی کتاب پر یہ جملہ کسی درجے میں صادق آسکتا ہے تو وہ علامہ طنطاوی مرحوم کی "تفسیر الجواہر" ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب تفسیر کی نہیں بلکہ سائنس کی کتاب ہے اور سائنس کی باتوں کو قرآن کریم سے ثابت کرنے کے شوق میں علامہ طنطاوی مرحوم نے بعض جگہ آیات قرآنی کی تفسیر میں ٹھوکریں بھی کھائی ہیں۔

علامہ طنطاوی مرحوم سے حضرت مولانا بنوریؒ کا تعارف ہوا تو انھوں نے مولاناؒ سے پوچھا کہ کیا آپ نے میری تفسیر کا مطالعہ کیا ہے؟ مولاناؒ نے فرمایا کہ ہاں! اتنا مطالعہ کیا ہے کہ اس کی بنیاد پر کتاب کے بارے میں رائے قائم کر سکتا ہوں۔ علامہ طنطاوی نے رائے پوچھی، تو مولاناؒ نے فرمایا آپ کی کتاب اس لحاظ سے تو علماء کے لیے احسان عظیم ہے کہ اس میں سائنس کی بے شمار معلومات عربی زبان میں جمع ہوگئی ہیں۔ سائنس کی کتابیں چونکہ عموماً انگریزی زبان میں ہوتی ہیں اس لیے عموماً علمائے دین ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ کی کتاب علماء دین کے لیے سائنسی معلومات حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے لیکن جہاں تک تفسیر قرآن کا تعلق ہے اس سلسلے میں آپ کے طرزِ فکر سے مجھے اختلاف ہے۔ آپ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ عصر حاضر کے سائنس دانوں کے نظریات کو کسی نہ کسی طرح قرآن کریم سے ثابت کر دیا جائے اور اس غرض کے لیے آپ بسا اوقات تفسیر کے مسلمہ اُصولوں کی خلاف ورزی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ حالانکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ سائنس کے نظریات آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ آج آپ جس نظریے کو قرآن سے ثابت کرنا چاہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کل وہ خود سائنسدانوں کے نزدیک غلط ثابت ہو جائے، کیا اس

صورت میں آپ کی تفسیر پڑھنے والا شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے گا کہ قرآن کریم کی بات معاذ اللہ غلط ہو گئی ۔ مولانا نے یہ بات ایسے مؤثر اور دلنشیں انداز میں بیان فرمائی کہ علامہ طنطاوی مرحوم بڑے متأثر ہوئے اور فرمایا "اَیُّهَا الشَّیخ ! لَستَ عالِمًا هِندِیًّا وَ اِنَّمَا اَنتَ مَلَكٌ اَنزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ لِاِصلَاحِی" (مولانا! آپ کوئی ہندوستانی عالم نہیں ہیں بلکہ آپ کوئی فرشتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے میری اصلاح کے لیے نازل کیا ہے) یہ واقعہ میں نے مولانا سے بارہا سُنا اور شاید "بیّنات" کے کسی شمارے میں بھی مولانا نے اِسے نقل کیا ہے۔[1]

احترامِ اُستاذ

سلطان شہاب الدّین غوری مرحوم کے بہت سے غلام تھے جن میں سے ایک کا نام "تاج الدّین یلدوز" تھا جو سلطان شہاب الدّین کی وفات کے بعد اُن کا جانشین بنا۔ تاج الدّین کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک کو انہوں نے تعلیم کے لیے ایک اُستاد کے سپرد کر دیا تھا۔ ابو القاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اس کے متعلق ایک عجیب واقعہ ذکر کیا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمایئے ۔ ابو القاسم لکھتے ہیں ۔

"مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ تاج الدّین نے اپنے اس عزیز از جان بیٹے کو تعلیم کے لیے ایک اُستاذ کے سپرد کیا۔ ایک روز یہ اُستاذ اپنے اس شاگرد شہزادے سے ناراض ہوا اور غُصّہ میں کوڑا اُٹھا کر اس کے سر پہ دے مارا، چونکہ شہزادے کا آخری وقت آچکا تھا، اس لیے اس کی رُوح اسی وقت قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ۔ یلدوز کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو فوراً مکتب میں گیا۔ اُس نے دیکھا کہ شہزادہ کے اُستاذ کی حالت بہت بُری ہو رہی ہے اور وہ اپنی حرکت پر سخت نادم ہے، یہ عالم دیکھ کر یلدوز نے اُستاذ سے کہا !" اس سے پہلے کہ شہزادے کی موت کی خبر اس کی ماں تک پہنچے تم اس شہر سے فوراً نکل جاؤ اور کسی دوسرے مقام پہ بود و باش اختیار کرو ، ورنہ تمہیں بھی اس جرم کی پاداش میں جان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے !" اُستاد نے یلدوز کی رحم دلی پر اُسکا شکریہ ادا کیا اور اُسکی ہدایت پر عمل کر کے کسی گوشہ میں چھپ کر اپنی جان بچائی ۔"[2]

---

[1] نقوش رفتگاں ص ۹۱ [2] تاریخ فرشتہ ج ۱ ص ۲۴۳

شاگرد کی محبّت

مولانا سیّد مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ (م ۱۳۷۵/۱۹۵۶ء) تحریر فرماتے ہیں۔

"کوئی یقین کرسکتا ہے اس قصّہ کا جس کے راوی مولانا آزاد بلگرامی ہیں، اُستاذ و شاگرد کے تعلقات کہاں تک پہنچے ہوئے تھے، مُلّا محمود جونپوری صاحبِ "شمس بازغہ" جن کا ذکر مختلف حیثیّتوں سے پہلے بھی گزر چکا ہے، ان کے حالات میں مولانا (آزاد) رقمطراز ہیں کہ ملا محمود کی وفات بالکل جوانی میں ہوئی۔ اُن کے استاذ مولانا محمدؐ افضل جنہیں شاہ جہاں کے دربار سے اُستاذ الملک کا خطاب تھا اُس وقت زندہ تھے، سُنیے اُستاذ کو خبر ملتی ہے کہ شاگرد مرگیا۔

تاچہل روز استاذ را کسے	چالیس دن تک کسی
بہ تبسم نہ دید و بعد چہل	نے اُستاذ کے لبوں
روز استاذ بہ شاگرد ملحق	پر مُسکراہٹ نہیں دیکھی
شد، شخصے ایں مصرعہ	(بالآخر) چالیس روز بعد
تاریخ یافت : ز محمود و افضل	اُستاذ شاگرد سے
بگو آہ آہ"[1]	جاملے۔

حدیث شریف کا احترام

چھٹی صدی ہجری کے عبّاسی خلیفہ مُقتَفِیُ لِاَمرِاللہ کے وزیرِ اعظم ابن ہبیرہ کے تاریخ میں عجیب و غریب حالات ملتے ہیں، ایک واقعہ حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم

[1] پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ج ۲ ص۱۶

کے ادب واحترام کا مولانا گیلانیؒ نے نقل فرمایا ہے۔ انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔

"حدیث نبوی کے احترام کے سلسلہ میں لوگوں نے لکھا ہے کہ "افصاح" پڑھا رہے تھے کہ وزیر کے زنان خانے سے گریہ و بُکا کی آواز بلند ہوئی، کتاب بند کر کے اندر گئے۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئے اور حکم دیا کہ درس جاری رہے، جب درس ختم ہوا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا قصہ تھا۔ تب انھوں نے خبر دی میرے ایک بچے کا انتقال ہوگیا، یہ شور و ہنگامہ اسی لیے برپا ہوا تھا۔ آخر میں مجلس سے وہ کہہ رہے تھے۔

لو لا تعیّن الامر علی بالمعروف	عورتوں کی چیخ و پکار کا روکنا
فی الانکار علیھم ذالك	میرے فرائض میں نہ ہوتا تو
الصیاح لما قمت عن	میں رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ
مجلس رسول اللہ صلّی اللہ	وسلّم) کی مجلس سے اُٹھ کر کبھی
علیہ وسلّم	اندر نہ جاتا"۔ ۱؎

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

۱؎ مقالات احسانی ص۱۵۰

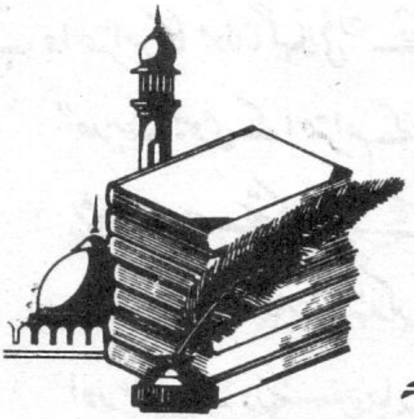

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : خطبات احتشام (جلد اوّل و دوم)

افادات : حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتّب : حافظ محمدؐ اکبر شاہ بخاری

صفحات : جلد اوّل ۴۳۸ جلد دوم ۲۷۶

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

قیمت : ۲۷۰/=

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) کی شخصیّت محتاجِ تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل کے ساتھ ساتھ خطابت و وعظ گوئی کا جو جوہر عطا فرمایا تھا وہ خال خال ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے، ملکِ عزیز کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا ہو جہاں آپ کی دل آویز اور سحر کن آواز نہ پہنچی ہو۔ راقم نے اپنے بچپن میں انار کلی کی جامع مسجد حاجی رحمۃ اللہ میں مغرب کی نماز کے بعد آپ کا وعظ سنا تھا اور آپ کی زیارت کی تھی۔ آپ کی شخصیّت اس قدر سحر انگیز اور وعظ اس قدر دل نشین تھا کہ اُسی وقت سے آپ کی محبّت و عقیدت قلب میں پیوست ہو گئی تھی، شاید یہ مولانا کی تدیّن و تقویٰ اور بے غرضی و بے نفسی کا اثر تھا، مَیں نے اپنے مخدوم و مکرم حضرت قاری شریف احمد صاحب دامت برکاتہم سے یہ بات سُنی ہے کہ مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم وعدہ کی بڑی

پابندی فرماتے تھے اور تقریر وخطابت پر معاوضہ تو کیا لینا وہاں چاے پینا بھی گوارا نہیں فرماتے تھے ، سبحان اللہ ، اہلِ حق کی یہی شان ہوتی ہے ، جب سے یہ چیز ختم ہوئی ہے ۔ وعظ و نصیحت کے اثرات بھی ختم ہوگئے ہیں ۔ جگر مرحوم نے سچ کہا ہے ؂

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرورِ عشق نہیں چہرہ پہ یقیں کا نور نہیں

حقیقت یہ ہے کہ مولانا مرحوم ایک اچھوتے اندازِ خطابت کے موجد تھے جس سے ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق فیض حاصل ہوتا تھا ۔ آپ کے انتقال سے وہ اندازِ خطابت بھی رخصت ہوگیا ۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ آپ کے خطبات کو جمع کر کے شائع کیا جائے تاکہ جو لوگ براہِ راست آپ کے وعظ سے مستفید نہیں ہو سکے وہ مطبوعہ خطبات سے فائدہ اٹھائیں ۔ اللہ بھلا کرے مولانا محمد اسحٰق صاحب کا انھوں نے اس طرف توجہ فرمائی اور مولانا مرحوم کے متعدد اہم خطبات دو جلدوں میں شائع کر دیئے پہلی جلد میں چوبیس ۲۴ مختلف الانواع خطبات جمع کیے گئے ہیں اور دوسری جلد میں مختلف موضوعات پر پندرہ خطبات اکٹھے کیے گئے ہیں ۔ جلد اوّل کے شروع میں مولانا مرحوم کی مختصر سوانح حیات درج کی گئی ہے جو برادر مکرّم مولانا تنویر احمد شریفی کی مرتّب کردہ ہے ۔

کتابت وطباعت عمدہ ہے ۔ مناسب قیمت ہے

آئندہ اشاعت میں اگر پروف ریڈنگ ایک دفعہ مزید کروا کر حتی الامکان اغلاط کی تصیح کروا لی جائے تو بہتر ہے ۔

نام کتاب : جنّت کے حسین مناظر

ترجمہ وتحقیق : مولانا محمد صدّیق و مولانا عبدالغنی طارق

صفحات : ۱۱۴

سائز : ۳۶×۲۳/۱۶

ناشر : طیّب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

قیمت : ۵۴/-

محدّثِ کبیر حافظ ابو نُعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۳۰ھ) کی شخصیت اہلِ علم وقلم کے یہاں مشہور و معروف ہے۔ آپ کے قلمِ حقیقت رقم سے متعدّد چھوٹی و بڑی کتابیں نکلی ہیں جن میں "حلیۃ الاولیاء" سب سے معروف کتاب ہے۔ اس میں آپ نے دس جلدوں کے اندر تقریباً آٹھ سو ۸۰۰ اولیاء کرام کا تعارف پیش فرمایا ہے۔

آپ نے امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات کو بھی جمع کیا تھا جو الحمد للہ اب "مسند ابی نُعیم" کے نام سے کتابی شکل میں طبع ہو گئی ہیں۔

آپ ہی کے قلم سے ایک اہم کتاب "صفۃ الجنۃ" بھی نکلی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب "جنّت کے حسین مناظر" اسی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے۔ جو ہمارے مہربان مولانا عبد الغنی طارق اور اُن کے رفیق مولانا محمد صدیق صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ امام ابو نُعیم اصفہانیؒ نے اپنی اس کتاب میں بانوے ۹۲ ابواب قائم فرما کر اُنکے تحت تقریباً چار سو پچپن ۴۵۵ احادیث مبارکہ ذکر کی تھیں، مترجمین حضرات نے اُن ابواب و احادیث پر باقاعدہ نمبر لگا دیے ہیں جن سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں اگر مصنّف کے مختصر حالاتِ زندگی درج کر دیے جاتے تو کتاب کی افادیّت دو چند ہو جاتی۔ تاہم کتاب اپنے سلسلہ کی ایک عمدہ کاوش ہے جس سے جنّت کے تفصیلی حالات سامنے آجاتے ہیں۔ کتابت و طباعت بھی اچھی ہے۔

نام کتاب : بیاض اشرفی

افادات : حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۲۶۶

سائز : ۳۶×۲۳/۱۶

ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

قیمت : -/۹۰

حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف میں سے ایک کتاب "الطرائف و الظرائف" بھی ہے، اس کتاب کے متعلّق حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ

" یہ ایک کشکول ہے جس میں متفرق مفید مضامین وقتاً فوقتاً جمع ہوتے رہے ہیں۔"[۱]

پیشِ نظر کتاب "بیاض اشرفی" اسی کتاب کا نیا نام ہے۔ اس کتاب میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے متعدّد کتابوں سے نہایت اہم اور قیمتی مضامین اکٹھے کیے ہیں جن میں تفسیر، حدیث، فقہ، تصوّف، وغیرہ سے متعلّق بعض انتہائی اہم معلومات درج ہیں، نیز حضرت تھانوی نے اپنی پسند کے بعض اشعار اور طبی نسخے بھی ذکر فرمائے ہیں۔ کاش کہ یہ کتاب نئی کتابت کے ساتھ اس کے شایانِ شان شائع کی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔ تاہم مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ کے مصداق جس شکل میں بھی سہی اہلِ علم حضرات کے پاس اس کا پہنچ جانا بھی بسا غنیمت ہے۔

نام کتاب : توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السّلام

تالیف : شیخ الحدیث حضرت مولانا محمّد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

صفحات : ۹۶

ناشر : مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

قیمت : -/۲۰

حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام یہودیوں کے شر سے بچانے کے لیے زندہ سلامت آسمانوں پر اُٹھا لیے گئے تھے، قربِ قیامت میں آپ دوبارہ اِس عالَم میں تشریف لائیں گے۔" اہلِ اسلام کا یہ ایک مسلّمہ عقیدہ ہے جس کے دلائل کتاب وسنّت میں شرح وبسط کے ساتھ موجود ہیں۔ اس عقیدہ کا مرزائیوں اور پرویزیوں کے سوا کوئی منکر نہیں تھا۔ بدقسمتی سے آج کل کچھ متجددین بھی اس کا انکار کرنے لگے ہیں اور شدو مد سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی وفات کے پرچار میں مصروف ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب "توضیح المرام" اِن لوگوں کے زہر کا تریاق ہے۔ اس مختصر کتاب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمّد سرفراز صاحب دامت برکاتہم نے مضبوط دلائل کے ساتھ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی حیات اور اُن کے نزول کو ثابت فرما کر منکرین کے غلط دلائل کے شافی جواب تحریر فرمائے ہیں علماء وطلباء اس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔

---

[۱] اشرف السوانح ج ۳ ص ۳۵۰

نام کتاب: مروجہ قضاء عمری بدعت ہے
تالیف : حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ
مترجم : مولانا عبدالقدوس قارن
صفحات: ۹۶
ناشر: عمر اکادمی نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
قیمت : -/۲۰

زیرِ نظر کتاب "مروجہ قضاء عمری بدعت ہے" اصلاً حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (م ۱۳۰۴ھ) کی عربی کتاب "رَدْعُ الْاِخْوَانِ عَنْ مُحْدَثَاتِ آخِرِ جُمُعَةِ رَمَضَانْ" کا ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند مولانا عبدالقدوس قارن نے کیا ہے۔ اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ "لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں یہ دو نفل قضاء عمری کی نیت سے پڑھ لینے سے پچھلی تمام فوت شدہ نمازوں کی قضاء ہو جاتی ہے یہ بات عقلاً و نقلاً غلط ہے"۔ اس مسئلہ کے ضمن میں حضرت مولانا نے بعض اہم اُصولی باتیں بھی ذکر فرمائی ہیں۔ مترجم موصوف نے اپنے ترجمہ کے ساتھ ساتھ اصل عربی متن بھی دیا ہے۔ عوام النّاس کے لیے اس کا مطالعہ مفید رہے گا۔

نام کتاب: نشاطِ آرزو
تالیف : عزیز دانش امدادی
صفحات: ۱۶۰
ناشر : حاجی امداد اللہ رح اکیڈمی متصل جامع مسجد سلاوٹ محلہ نزد ٹاور مارکیٹ حیدر آباد
قیمت : درج نہیں۔

زیرِ نظر کتاب "نشاطِ آرزو" جناب دانش امدادی صاحب کے شعری کلام کا ایک مجموعہ ہے جس میں آپ کی چند غزلوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ شعر و شاعری کا مذاق و مزاج رکھنے والے حضرات کے لیے یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

نام کتاب : دُعاءِ مقبول

تالیف : حضرت مولانا محمدؒ یُوسف صاحب

صفحات : ۴۸

ناشر : صاحبزادہ فتح اللہ متعلم دار العلوم عثمانیہ نزد گلشن اقبال رحیم یار خان

قیمت : -/۱۸

"فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی طور پر دُعا مانگنا جائز بلکہ مستحب ہے" یہ مسئلہ احادیثِ مُبارکہ، فقہاء کرام کی عبارات اور اُمّت کے عملی تواتر و توارث سے ثابت ہے حتیٰ کہ غیر مقلدین کے اکابر بھی اس کے قائل و عامل رہے ہیں، چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم سے جب یہ سوال ہوا

"کیا فرماتے ہیں عُلماء دین و مفتیان شرحِ متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگنا دُرست ہے یا بدعت زید کہتا ہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا بدعت ہے۔ بینوا توجروا"

تو آپ نے اس سوال کے جواب میں تحریر فرمایا

"الجواب : صاحبِ فہم پر مخفی نہ رہے کہ بعد نماز فرائض کے ہاتھ اُٹھا کے دُعا مانگنا جائز و مستحب ہے اور زید مخطی ہے"[۱] الخ

موجودہ دَور میں جہاں دیگر مسائل کو بلا وجہ ہوا دی جا رہی ہے وہیں اِس دَور کے غیر مقلدین حضرات نے اپنے اکابر کے موقف کے برخلاف اِس مسئلہ کو بھی تختۂ مشق بنا رکھا ہے اور اسے بدعت قرار دے رہے ہیں۔

ماضی قریب میں غیر مقلدین حضرات نے جب یہ مسئلہ اُٹھایا تھا تو حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے عرب و عجم کے عُلماء کرام سے اس کے متعلق فتوے لے کر انہیں کتابی شکل میں چھاپ دیا تھا جو آج بھی "النفائس المرغوبۃ فی الدعاء بعد الصلوات المکتوبۃ" کے نام سے بازار میں دستیاب ہے۔

---

[۱] فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۶۶

مولانا انوار خورشید نے بھی اپنی کتاب "حدیث اور اہلِ حدیث" میں دیگر موضوعات کے ساتھ اس موضوع پر بھی تفصیل سے کلام کیا ہے اور اس سلسلہ میں وارد کافی تعداد میں احادیث کو اصل مآخذ سے نقل فرمادیا ہے۔ حال ہی میں اس موضوع پر استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے قلم اُٹھا کر ایک نئی کتاب تحریر فرمائی ہے، یہی کتاب اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے، اس کتاب کے ٹائیٹل پر مولانا موصوف نے خود اِس کا تعارف اِن الفاظ میں کروایا ہے۔

"جس میں فرض نماز کے بعد اجتماعی دُعا اور بعد از دفنِ میت زیارتِ قبور کے وقت دُعا کو دلائل واضحہ سے ثابت کیا گیا ہے، نیز نمازِ جنازہ کے بعد دُعا کی نفی پر بھی استدلال اور اُن ادعیہ کا آپس میں فرق بیان کیا گیا ہے۔"

مولانا موصوف کی یہ نئی تالیف اس موضوع پر اچھی کاوش ہے۔ علماء و طلباء اس سے ضرور استفادہ فرمائیں۔ (ن۔ د)

بقیہ : لاہور سے کوٹلی تک

سامنے پیش کیے ہیں۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔

ہاں ایک ذرہ سا دُکھ ہے لکھ دوں تو ہم سب کے لیے سکھ ہے۔ مجاہدین کے لیے اس میں محبت ہے اور اسلام کی قوّت کے لیے بہترین سبب ہے۔ مجاہدین کی ایک ہی جماعت کے دو ٹکڑے دیکھے نہایت حسرت سے درد بھرے لہجے میں ایک درخواست ہے اللہ کے لیے ظاہری طور پر ایک جماعت کے دو ٹکڑے دیکھے نہیں جاتے۔ دل کی آرزو ہے۔ اندر کی آواز ہے سب کا ایک ہی خیال ہے۔ میرا جذبہ و ایثار ہے۔ اہلِ حق سے تعلق رکھنے والوں کی ایک آواز ہے۔ جو ہم سب کے لیے موجودہ حرکۃ الانصار ہے اس کا ہم سب کو خیال ہے۔ اُمید ہے اس طرف آپ کا بھی دھیان ہے۔ اور یقیناً ہے یہ دھیان صدقِ دل سے دِلوں کی دھڑکن بن کر حضرت امین کی محبت حضرت خلیل کی مشعل ہو جاتے اور حضرت خلیل کی محبت حضرت اویس تک پہنچ جائے۔ فاروق کی شکل میں ایک ہو کر ہم سب کے سامنے یہ اعلان ہو جائے۔ حرکۃ الانصار، حرکۃ الانصار، حرکۃ الانصار۔ یہ صرف لفاظی نہیں تحریری ڈائیلاگ نہیں بلکہ اہلِ حق کے نوجوانوں بوڑھوں، مرد و زن کا پیغام ہے۔

اُمید ہے کہ آپ بندہ کی اس منتشر ٹوٹی پھوٹی ہوئی تحریر کو تسبیح کے دانے بنا کر پرولیں گے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحان کے نتائج

وفاق المدارس العربیہ کے مرکزی دفتر واقع ملتان شہر کی جانب سے سالانہ امتحان ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ء کے حتمی نتائج کا اعلان ہو چکا ہے۔

جامعہ مدنیہ میں زیرِ تعلیم طلبہ میں سے مختلف درجات کے کل ۳۲ طلبہ نے وفاق کے امتحان میں شرکت کی جن میں سے تین[۳] ممتاز دس[۱۰] درجہ اوّل میں گیارہ[۱۱] درجہ دوم میں اور پانچ درجہ سوم میں کامیاب ہوئے اور ایک کا نتیجہ موقوف رہا ہے اور دو طلبہ ناکام ہوئے۔ تفصیلات حسبِ ذیل ہیں۔

نمبر	نام طالب علم	ولدیت	علاقہ	درجہ	کل حاصل کردہ نمبر	فیصد	کوائف
۱	حفیظ الرحمٰن	حافظ محمد سلیمان	لاہور	عالمیہ	۳۶۸	۶۱	جید جداً
۲	شکیل احمد	عبدالرحیم	قصور	؍؍	۳۵۹	۶۰	؍؍
۳	عبدالمنان	عبدالرحمٰن	لاہور	؍؍	۳۴۹	۵۸	جید
۴	محمد اسمٰعیل	محمد عیسٰی	؍؍	؍؍	۳۱۹	۵۳	؍؍
۵	عبیداللہ	مولانا عبدالرشید	؍؍	؍؍	۳۱۶	۵۳	؍؍
۶	شہزاد الدین	نصیر الدین	کراچی	؍؍	۳۱۴	۵۲	؍؍
۷	محمد امین	محمد شریف	شیخوپورہ	عالیہ	۳۶۱	۶۰	جید جداً
۸	محمد عارف	منظور احمد	جھنگ	؍؍	۳۵۰	۵۸	جید
۹	محمد اعجاز	محمد اسحاق	لاہور	؍؍	۳۳۰	۵۵	؍؍
۱۰	محمد صدیق	غلام قادری	مانسہرہ	؍؍	۳۱۳	۵۲	جید
۱۱	محمد عابد	نور احمد	لاہور	؍؍	۲۸۰	۴۷	مقبول
۱۲	محمد ادریس	اصغر خان	اٹک	؍؍	۲۷۵	۴۶	؍؍

نمبر شمار	نام طالب علم	ولدیّت	علاقہ	درجہ	کل حاصل کردہ نمبر	فیصد	کوائف
۱۳	عبدالرحیم	عبدالمجید	نوشہرہ	عالیہ	۲۵۰	۴۲	مقبول
۱۴	محمد نواز	محمد اشرف	لاہور	؍؍	؍؍	۴۲	؍؍
۱۵	محمد یاسر جاوید	محمد جاوید	؍؍		۲۲۵	۳۷	ناکام
۱۶	محمد صدّیق	محمد حبیب	شیخوپورہ	؍؍	۲۰۸	۳۵	؍؍
۱۷	محمد اکرم	محمد اقبال	لاہور	خاصہ	۴۸۰	۸۰	جید جدًا
۱۸	محمد قمر عاصم	محمد یعقوب عاصم	؍؍	؍؍	۳۸۲	۶۴	؍؍
۱۹	محمد یعقوب	احمد یار	سرگودھا	؍؍	۳۴۸	۵۸	جید
۲۰	محمد اعظم	محمد علاؤالدین	لاہور	؍؍	۳۰۸	۵۱	؍؍
۲۱	محمد اکرم	محمد بخش	بہاولپور	؍؍	۲۷۲	۴۵	مقبول
۲۲	سیف اللہ	اللہ بخش	وہاڑی	؍؍			موقوف
۲۳	یاسر علی خان	شہباز علی خان	لاہور	عامہ	۵۳۵	۸۹	ممتاز
۲۴	محمد ذوالقرنین	محمد عمران	؍؍	؍؍	۵۰۰	۸۳	؍؍
۲۵	محمد فیضان	محمد ارشد	؍؍	؍؍	۴۹۵	۸۲	؍؍
۲۶	محمد عثمان	محمد سلیم	؍؍	؍؍	۴۴۴	۷۴	جید جدًا
۲۷	محمد عبدالواحد	محمد صالحین	؍؍	؍؍	۴۴۱	۷۳	؍؍
۲۸	خالد محمود	عبدالرحمٰن	خانیوال	؍؍	۴۲۴	۷۱	؍؍
۲۹	عبداللہ	عبدالرزاق	گانچھے	؍؍	۴۲۱	۷۱	؍؍
۳۰	الطاف الرحمٰن	محمد مسکین	مظفرآباد	؍؍	۳۹۵	۶۶	؍؍
۳۱	امان اللہ	محمد اکرم	لاہور	؍؍	۳۴۲	۵۷	جید
۳۲	محمد اعجاز	محمد عاشق	شیخوپورہ	؍؍	۳۴۰	۵۷	؍؍